

ماہنامہ جاسوسی دنیا ال آباد  
کا

دنیا اور سفرنامی خیر شاہ کار

# زائر کا سفر

مصنف :-

ابن صفی بی۔ ۱۔

قیمت فی شماره  
ایک روپیہ کھانچے پیسے

قیمت سالانہ  
سو ۳۰ روپے

ماہنامہ جاسوسی دنیا ال آباد

ٹیلیفون نمبر ۰۳۲۵

فرماں کی لائیخ موکارو کے سنگلائخ ساحل سے دس میں دور بہت گئی تھی یہ کن  
اسی کے متوازی چل رہی تھی۔ ساحل کے اختتام پر پوچھ کر پھر ملٹ پڑتی اور دوسری  
سمت چلنے لگتی۔

فرماں بہت زیادہ مضطرب تھا۔

موکارو کی ان دونوں کشیوں کی تباہی کے بعد پھر کوئی جملہ آدراشتی  
نہ دکھائی دی۔

فرماں ظہر سے کہہ رہا تھا۔ "ہمیں یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ خطرہ ہل گیا ہے۔ ساکا دا  
اپنی ناکامی پر پاگل ہو جائیں گا" یہ

" تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ "

" اس کی طرف سے کوئی اطلاع ملے بغیر میں یہاں سے ہٹ نہیں سکتا فواہ کچھ  
ہو جائے۔" فرم عزایا۔ " آج بھی کو بلاد ہو۔ "

ظفر اُس کے کیمن سے نکلا ہی تھا کہ جیبی ٹرانسیور پر اشارہ موصول ہوا۔ اسے  
تیزی سے ٹرانسیور جیب سے نکالا تھا۔

دوسری طرف سے عمران کی آواز آرہی تھی۔ " ظفر الملک... ظفر الملک... "

" ظفر... ظفر چیکا۔"

" تم لوگ محفوظ ہونا ہے" عمران کی آواز آئی۔ " اُردود کے علاوہ اور کوئی زبان  
استعمال نہ کرنا۔"

" آپ کہاں ہیں؟ "

" خدا کا خلکر ہے کہ منزل مقصود پر پہنچ چکا ہوں۔ جوزف اچھے مودیں

ہے۔ تم اپنی پوزیشن بتاؤ۔"

"ساحل سے دس میں دور.... متوازی..... چال بھیر بڑھی ہے۔ ابھی تک

دوسری حملہ نہیں ہوا۔"

"اُس سے کمو! سیدھا پونیاری کی طرف نکل جائے۔ دہیں اینکر کرے ورنہ تم سب

خطرے میں پڑو گے؟"

"کیا آپ اس سے گفتگو نہیں کریں گے؟"

"ہرگز نہیں.... اردو کے علاوہ کوئی زبان استعمال نہیں کر سکتا۔ اچھا بس

اُس سے کہہ دو کہ پونیاری کی طرف نکل جانے میں دیر نہ لگائے.... اختتام...."

ظفر کھکھ اور کھنا چاہتا تھا لیکن دوسری طرف سوچ آف کیا جا چکا تھا۔ وہ

اٹھا پاؤں فراہ کے کینیں کی طرف پلٹ آیا۔

"خوشخبری یور آئن۔"

ڈرگ ٹھکنے ٹھکنے رک کر مردا۔

"وہ دونوں پورے چکے ہیں۔ انہوں نے شکاف ملاش کر لیا۔"

"میں" فراہ کے لمحے میں حیرت تھی۔

"لیکن کچھ! ابھی ایسی طریقہ استعمال پر پیغام موصول ہوا ہے اور اُسے اس بات پر

بجید افسوس ہے کہ آپ سے براہ راست گفتگو نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟ مجھ سے کیوں نہیں کر سکتا؟"

"ایسی کوئی زبان استعمال نہیں کر سکتا جو ان اطراط میں بھی جاسکے۔"

"وہم ہے اس کا۔ اگر یہ سمجھتا ہے تو اسپنی ان اطراط میں نہیں بھی جاسکتی۔"

"ہم نے اسپنی میں گفتگو نہیں کی تھی بلکہ وہ ایک ایسا زبان ہے۔"

"ہوگی..." فراہ نے لامروہی سے شاذوں کو جتنی دی۔

"اس نے کہا ہے کہ لامپ کو پونیاری کی طرف لے جایا جائے۔ ادھراس کی مردگی

مناسب نہیں۔"

"ہم دونوں کی ذہنی لمبیں ایک دوسرے سے ٹکرائی ہیں۔ وہ پچھے میرا ہی  
بیٹھا ہے۔ میں سمجھوں یا تھکھوں! تم مجھے اس کی آواز سنوادو۔"

ظفر نے ٹرانسپیرنکال کر اشاعتے والا سوچ آن کیا۔

"ہیلو... ہیلو... عمران صاحب... ظفر! مخاطب ہے... ہیلو... ہیلو"

"میا بات ہے؟" آواز آئی۔

"مینڈک آپ کی آواز مسٹنا چاہتا ہے۔"

"غالباً سن ہی رہا ہو گا۔ جتنی تیزی سے مکن ہو گتا ہے بڑی بلگہ کے لئے رد انہ  
چھاؤ۔"

"بہت بہتر...!"

"اختتام - !"

"ہاں وہی ہے... وہی ہے..." فراہ نے محض طباہ انہاں میں کہا۔ "کیا کہہ رہا تھا۔"

"میں نے کہا تھا کہ آپ دس کی آواز مسٹنا چاہتا ہے تھیں۔ اس نے پھر کہا ہے کہ جتنی تیزی  
سے مکن ہو پونیاری کی طرف رد انہوں ہو جاؤ۔"

"صرور... ضرور... دو جو کچھ کہا کر دوں گا۔ بعض اوقات وہ میری سوچہ بلجھ  
پر بھی سبقت لے جاتا ہے۔"

ٹھیک اسی وقت ام بینی خود ہی دہان آپوچنی۔ اس کا چہرہ دھوان دھوان  
ہو رہا تھا۔

"وہ دہان پورے چکے ہے؟" فراہ نے ہاتھاٹھا کہ کہا۔ "اب بھتھ پریشان ہیں  
ٹھروت نہیں۔ ابھی تی ہدایت کے مطابق اب ہم پونیاری جا رہے ہیں۔"

"کیا میں اس پر لیکن کر دو؟" ام بینی نے ظفر سے پوچھا۔ "جھکھ بدلایا تو نہیں جا رہا۔"

"کیوں بکواس کر دی جسے؟" فراہ غریا۔ "کیا میں بھوث بولوں گا۔"

"نہیں... نہیں... میں معافی چاہتی ہوں۔" ام بینی گڑا گڑا ای۔ "میرے جو اس

درست نہیں ہیں۔"

ہاں... ان قیدوں کو ٹھکانے لگا دو... ہمارے لئے بسکار ہیں۔“  
ظفر الملک ہوتون پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ عمران کا حکم تھا کہ فرائی کے معاملات  
میں دخل اندازی نہ کی جائے۔

لایخ کی رفتار دفتاً کم ہو گئی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ ذہ اس تسویح کو پیچھے نہیں  
چھوڑ سکتی! ہر حال میں اس سے نینڈا پڑے گا۔  
پکھ ہی دیر بعد مردیں کا شور شناختی دیا تھا۔

”یہت ائیز!“ فرائی کھیس پھاڑ کر بولا۔ ”بالکل نئی بات... اس اپلے کبھی  
نہیں ہوا۔ شفتش میں بھی نہیں آئی یہ بات...“ دیوار کی درمیں گویا سر پر چڑھی آہی تھیں۔  
لایخ ایک حصیری گیند کی طرح اچھلنے کو دستی ملی۔

”بیلس کر دو... بلین کر دو...“ فرائی انٹر کوم کے قریب مخدے جا کر چھا۔  
کیتن کامان اور درستے اور ہر لاحکتا پھر ہم اعادہ انٹر کوم دیوار میں لفب  
نہ رہا ہوتا تو اس کا بھی یہی حشر ہوتا۔

ظفر کو بار بار محروس ہوتا ہے معدہ اچھل کر حلن تک اگیا ہو اور پھر نیچے چلا گیا ہو۔  
شاون پر سرہنیں پلک کوئی چکرانے والی چیز علوم ہو رہا تھا۔ دیر تک خود کو سنبھالنے کا  
لیکن کب تک۔؟ اسی فتم کے حالات کا عادہ ہو تھا میں تاہمہ آہستہ اس پیشی  
طاری ہوتی تھی اور پھر وہ فرش پر گزر گریاں لکل بے سر و حرکت ہو گیا۔

صحیح ہوئے والی بھی۔ تاریکی دھنٹ کے میں تبدیل ہونے لگی اور آبی پرندوں کی  
آوازوں سے نفاذ گر جائی۔

عمران سورہ باختا اور جوزت کی رکھوائی کے کٹتے کی وجہ پر دستے رہا تھا۔  
دونوں نے بھی رات اسی طرح باری باری سے سورج کو گزاری تھی۔

”جاو! آرام کرو!“ فرائی پھر نہم پڑا گیا۔ چند لمحے اُسے تمہام آئینے نظروں سے دیکھتا  
رہا پھر بولا۔ ”میری دعا ہے کہ اس کے دل میں تمہارے نئے جگہ پیدا ہو جائے!“  
”مجت کرنے والوں کو اس کی پر وادہ نہیں ہوتی۔“ اُم بیٹی معموم بھی میں بولی۔ ”وہ  
صرت چاہتے ہیں۔ اس کے بڑے میں افسوس مجت ملے یا نہ ملے؟“  
”ہوتا ہوگا... یہی ہوتا ہوگا... اب تم جاؤ!“

اُم بیٹی رہا کھڑا تھے ہر لئے قدموں سے چل آئی۔ ظفر نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔  
”اُس کیلئے پاگل ہو رہا ہے!“ فرائی بڑا بڑا یا پھر چونک کر بولا۔ ”ہاں تو میں یہ کہ  
ہاتھا کہ ہمیں جلد از جلد پو نیاری کی طرف روانہ ہو چکا تھا!“

پھر اس نے کیٹن کوہم ایات دی تھیں اور لایخ پو نیاری کی طرف چل پڑی تھی۔  
”اگر پو نیاری پر باقاعدہ حملہ ہرا تو ہے!“ ظفر نے سوال کیا۔  
”ایک بار سب سی دیا جا چکا ہے۔ اگر اب بھی وہ بازنہ آئے تو پھر بھلگتیں گے!“ فرائی  
بولا۔ تھوڑی دیر کچھ سوچتا ہے پھر پس ہر بندہ اکاڈ کھیڑا دیا۔

”میں نہیں جانتا تھا کہ پرنس غوطہ خوری بھی کر سکتے ہیں!“ ظفر نے کہا۔  
”مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ حقیقتاً ہر بندہ ابی ہے؟“

”میں اس سے زیادہ نہیں جانتا بتنا مجھے بتایا گی تھا۔“ ظفر نے فرائی کو غور  
دیکھتے ہوئے کہا۔ ”لیکن ہمیں یہ ملازمت بہت منیٰ پڑی۔ جن حالات سے گذرا ہوتا ہے  
اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے!“

دفتاً خطرے کی لگنیاں پھر بچنے لگیں اور انٹر کوم سے کیٹن کی آوازانی۔  
”مشرق کی طرف سے غیر معلوم موجوں اسی جانب ٹھہٹا رہا ہے۔ لایخ اسکی متحنہ نہ ہو سکے گی!“  
فرائی جھپٹ کر انٹر کوم کے قریب پوچھا۔

”لاہٹ بولیں یا تار رکھنے کا حکم دیدا!“ اس نے کیٹن کو مخاطب کیا۔ ”لکھا لوفان ہے؟“  
”نمیں یہ دیکھا تو...“ کیپیو طرف تجویج بتا گا ہے؟“

”اوہ.... اس سے کوئی فرق نہیں یہ ہے گا۔ پھر بھی لاہٹ بولیں یا تار رکھو اور

"میرا خیال ہے کہ اُنھیں اس سرچ لائٹ کے ضائقہ ہونے کی اطلاع ہو گئی ہے" جو زفٹ آہستہ سے بولا۔

"مکن ہے"

تیسرا آدمی ڈاک ہی پر کھڑا چاروں طرف نگران تھا۔

کچھ دیر بعد دونوں غوط خور ڈاک پر واپس آگئے۔

شام دن تینوں کے دریان کوئی گرا کرم بحث پھرنا کئی تھی۔ پڑتے بوش سے پاتھ پلاہا کر گفتگو کر رہے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ڈاک سے ہٹ کر پابند جانب نشیب میں اُتر ناشرد ع کیا تھا۔

"ویکھنا چاہتے ہے کہ یہ کہہ جاتے ہیں" عمران آہستہ سے بولا۔

وہ پیغمروں اور چٹاون کی اوث لیتے ہوئے مغرب کی سمت بڑھنے لگے لیکن جلدی ان کی امیدوں پر اوس طریقے۔ نشیب میں اُتر کر وہ تینوں ایک جیب میں پیٹھے اور جیپ تیزی سے ایک طرف بڑھنے کی تھی پھر دہ دوڑ تک بکھری ہوئی چٹاون کی اوث میں غائب ہو گئی۔

عمران طویل سامنے کردا گیا تھا۔

"یہ لا کچھ بھی نہ ہوا بس۔" "جو زفٹ کرایا۔

"خود ریتیں کہ سب کچھ ہماری توقعات کے مطابق ہی ہوتا رہے" یہ تو ٹھیک ہے۔ اور پرداۓ کی مرضی۔ اگر بیان ٹک پہنچنے کا راستہ ہی نہ ملتا تو ہم یا کر لیتے۔

چلو واپس جیں۔ قی الحال گودی ہی کی نگرانی مناسب رہے گی"

وہ پھر اسی جگہ ملت آئے جہاں سے چلے تھے۔ ڈاک پر سنا تھا۔

کوئی ایسی بلکہ تلاس کرنی چاہئے جہاں رات گزاری جائے۔ "جو زفٹ بولا۔ جس غار میں سامان رکھا ہے وہ تو مناسب نہیں"

سورج ہلکا ہونے سے پہلے ہی جو زفٹ نے اُسے چھپھوڑا۔

"ہاں... ہاں... زندہ ہوں" عمران بھرائی ہوئی اور اسی بولا اور اٹھ پیچا۔

"باس۔ اُدھ جگہ تو مجھے ایک چھوٹی سی گودی حلوم ہوتی ہے"

"کون ہی جگہ؟"

"وہی جہاں سے ہم خشکی پر پہنچتے۔ ذرا تم اور پر چڑھ کر ایک نظر دیکھو تو لوپاس"

عمران نے تھیڈے سے دور میں نکالی اور چنان پر چڑھتا چلا گی۔ جو زفٹ

پیچے بیٹھا ہے دیکھ رہا تھا۔

چھوڑی دیر بعد عمران داپس آگئا۔ اس کے پہرے پر کچھ عجیب قسم کے تاثرات تھے۔

"تمہارا خیال درست تھا" وہ آہستہ سے بولا۔ باقاعدہ ڈاک بنا ہوا ہے

اور اس وقت کچھ لوگ بھی دہاں موجود ہیں۔

"افہر... تو پھر..."

"قی الحال ہی کچھ ہمارے لئے مناسب رہے گی"

"وہ دھوئی کی دیوار بھی دکھائی دی یا نہیں"

"اس کا دور دوڑ تک کہیں پہنچیں"

پھر اسی چنان کے قریب اُنھیں ایک چھوٹا سا غار بھی مل گا تھا جس میں

انہوں نے اپنا سامان رکھ دیا تھا۔ غوط خوری کا لباس اُتابکہ معنوی پر ٹرے پن لئے

تھے۔ ڈبوں میں حفاظتی ہوئی خذاب سے ناشتا کر کے انہوں نے اس جگہ کچھ نشان

قام کیں اور چٹاون کی آڑ لیتے ہوئے گودی کے قریب پہنچنے کی کوشش

کرنے لگے۔

ڈاک بریتیں آدمی نظر آئے۔ ان میں سے دو غوط خوری کے لباس میں طبیوس

تھے۔ ایک نے ٹارچ سنبھال رکھتی تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں کچھ اوزار تھے۔

پھر وہ پابند میں اُتر گئے۔

وہ تیرتی سے آگے بڑھ گیا۔ چنانیں اتنی بلند تھیں کہ کم از کم ڈاک کی طرف  
تھے کے دیکھنے والے جلد کامنگھی نہیں تھا۔  
اس چنان کے قریب پور فلکر رُک گیا جس کی اوٹ سے گھرے دھوئیں  
کارپتے تھے کہ فضایں منتشر ہو رہے تھے۔  
یعنی خاصی بلند تھی اور بناوٹ کے اختبار سے ایسی نہیں تھی کہ پہ آسانی  
سچھرا جاسکتا۔  
اس نے خدا کر دیکھا۔ جوزف اپنی جگہ پر موجود تھا اور دور میں سنبھالے  
کیا عزت دیکھ جا رہا تھا۔  
عمرت بائیں جانب چل پڑا۔ اسے کسی ایسے راستے کی تلاش تھی جو اور پر  
سچھرا جاسکے۔  
وس پندرہ منٹ کی جدوجہد بھی بار اور ثابت نہ ہو سکی اور وہ جوزف  
کا سوت پڑا۔ اندیکھی جگہ تھی اس نے سوچ سمجھے بغیر کوئی قدم اٹھانا مناسب  
نہ سطھا۔  
یک بار بس جوزف بھرائی ہوئی آوازیں ہوں۔ یہ دھوان دیسا تو نہیں  
سمیں جو بائیں کے بارے میں سنتے رہے ہیں۔  
ستھی ہوئی بائیں ہیں۔ جب تک اپنی انکھوں سے مذکوم ہوں یقین نہیں  
کر سکتے۔  
کچھ بھی ہو بس۔ میری چھٹی جس کہہ رہی ہے کہ کسی لمحے بھی کوئی پڑا خادش  
کر سکتے۔  
کیا کہنا چاہتا ہے؟ عمران اُسے لگوڑتا ہوا پڑا۔  
جتنی مدد ملک ہو کوئی محفوظ جگہ تلاش کرو۔  
جیسے چپ۔ دفعہ عمران پونک کر ہوا اور کچھ سننے لگا۔  
میں کو پڑھ۔ جوزف بڑھا۔

”ناساب کیوں نہیں؟“  
”دیکھو تو بس۔ یہ جگہ ڈاک سے زیادہ دور نہیں ہے۔ وہ سرچ لائٹ تباہ  
ہوتی ہوگی۔ ہو سکتا ہے وہ کسی اجنبی کے داخلے کے بارے میں سوچ ہی تھیں۔“  
”اوہ نہ.... خاصاً عقلمند ہو رہا ہے۔“ عمران نے اُسے گھوڑتے ہوئے کہا۔  
”ہاں اس کا امکان ہے۔ ان تینوں میں شامد اسی سلسلے پر بحث ہو گئی تھی۔“  
جوزف کچھ نہ ہوا۔ سورج آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔ سمندر کی طرف سے  
آئے والی ہوا میں ہلکی سی گرمی محسوس ہوئے تھی۔  
پتہ نہیں کیوں عمران کے ذمہ پر نیم غزوہ کی کسی کیفیت طاری تھی۔  
جوزف بار بار اُسے غور سے دیکھنے لگتا۔ آخر کار بولا۔ ”بعض خطوں کی  
آب دہواعجیب ہوتی ہے۔“  
”ہو سکتا ہے۔“  
”تم کہاں ہو بس؟ میں کہہ رہا تھا کہ ایسی آب دہوا اسے خطوں میں تھوڑتی  
شراب کے بغیر دماغ قابو میں نہیں رہتا۔“  
”اسی لئے مجھے یہی فکر تھی اور میں دیگلین پا رکر لایا تھا۔“  
”میں نہ تاری بات کر رہا تھا بس۔“  
”میں آب دہوا لا جاؤ نہیں ہوں۔ پور میں گھنٹے بعد ٹھیک ہو جاؤں گا۔“  
”تم اس زمین کے آدمی نہیں معلوم ہوئے تھے۔“  
”میں سرے سے آدمی ہی نہیں ہوں۔“  
”اوہ.... دیکھو.... بس۔“ جوزف پونک کر ہوا۔  
اس نے بائیں جانب اشارہ کیا تھا۔ اس طرف تھوڑے فاصلے پر چنانیں  
کے پیٹھ سے دھوان اٹھتا نظر آیا۔  
عمران کسی شکاری کے کتے کی طرح پوکنا ہو گیا۔  
”تم میں تھوڑ کر ڈاک کی نگرانی کرو۔“ اُس نے آہستہ سے کہا۔ ”میں دیکھا ہوں۔“

لیکن عمران اس کا انتظار نہیں کر سکتا تھا کہ ایک پانی میں اُتر جائے تب وہ  
گوئی کا رواوی کرے لے لے اخڑھے تو مولیں یا شاہی تھا۔  
اس نے ڈارٹ گن سیدھی کی اور چنان سے اُتر کر ڈاک کی طرف دوڑھے  
لگا ہی۔ دوڑھے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے ان دونوں پروختا نہ جملہ کرنا چاہتا ہو۔  
پھر قبیل اس کے کردہ بوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو سکتے۔ اس نے ڈارٹ گن  
کے ٹریگر پر دیا تو اتنا اثر درج کر دیا۔  
پہلی بھر میں دونوں ڈاک پر پھر نظر آئے۔ قریب پر پھر عمران نے ایک کو  
کاغذ پر اٹھایا اور خارکی طرف پہنچا۔  
جو زعن باخل دیکھی ہے پوزیشن میں بیٹھا نظر آیا تھا جس میں وہ اُسے پھر  
گیا تھا۔ عمران نے بیووش آدمی کو کاغذ سے اتارتے ہوئے کہا۔ ”میدان صاف ہے  
.... دوسرے کو تم اٹھالا ڈا۔“  
”اوکے باش۔“  
جوزت کے جانے کے بعد عمران نے بیووش آدمی کی دردی آماری تھی اور اس کے  
پا تھیں پیر باندھ کر منہو پر ٹیپ پچکا دیا تھا۔

ظفر کو بیوشن آیا تو اُس نے عسوں کیا کہ وہ اس کی بنیں ہے جہاں اس پر  
غشی طاری ہوئی تھی۔ سمندر بھی اب متلاطم نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ اٹھ بیٹھا اور  
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتے رہا۔ کیben جانا پچانا سا لگا لیکن نہ تو وہ  
خود اس کا لیکن بنتا اور نہ فراؤگ کا۔  
بستر سے اُٹا آیا اور بوتے بن کر کیسین سے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن ہندی ٹل  
گھا نے پر دروازہ نہ کھلا۔ شاید مقفل کر دیا گیا تھا۔

”چلو... غار میں...“ عمران پھر سے پڑا۔  
کچھ دیر بعد وہ ہیلی کو پرٹکی تکون گرج عین اپنے سروں پر حسوس کر رہے تھے۔  
”وہ شامہ ڈاک کے چکر کاٹ رہا ہے۔“ بوزت بولا۔  
”شکافت والی سرچ لائٹ ہی کا جھٹکا ڈاٹھوم ہوتا ہے۔“ عمران نے سرپلٹا کر کہا۔  
بالآخر ہیلی کو پرٹکی آداز ایک ہی سمت سے آئے تھی اور عمران بولا۔ ”غابا“  
اُس نے ڈاک ہی پر لینڈ کیا ہے؟“  
”تت.... تو پھر...؟“  
شامہ ہیں کوئی پہنچتے موقع میں جائے؟“  
”میں تھیں تھما باس۔“  
”کچھ بھی نہیں.... تم ہیں ٹھہر و... میں ابھی آیا۔“ عمران نے کہا اور تھیلے سے  
ڈارٹ گن نکالی ہی تھی کہ بوزت کے دانت نکل پڑے۔  
”میں سمجھو گیا باس۔“  
”کیا سمجھو گیا؟“  
”تم ہیلی کو پرٹے بھاگنا چاہتے ہو۔“  
”تو اتنا بھمدار کیوں ہو گیا ہے؟“  
”ہمیشہ سے ہوں باس... بات مرث اتنی سی ہے کہ تمہارے علاوہ اور کسی کے  
سامنے زیادہ بات چلت کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔“  
”تب تو شامہ بھی کسی قدیم مشرقی بیوی کی روح حلول کر گئی ہے۔“ عمران  
کہتا ہوا خازن سے باہر نکل آیا۔ ہیلی کو پرٹکا اب تھن شامہ بند کر دیا گیا تھا۔  
وہ پھر اسی چنان پر جا پوچھا۔ اس کا خال غلط نہ تھا۔ ہیلی کو پرٹنے کے ڈاک  
ہی رلیٹر کا تھا اور اس پر سے دو آدمی اُڑتے تھے۔ ان دونوں کی دردیان ہیں  
ہی تھیں جیسی کہ جاپانی قیدیوں کی تھیں جیسیں لاپچ پر چھوڑا یا تھا۔  
اُن میں سے امک غوطہ خوری کا بابا پہنچا نظر آیا۔

”وہ موکار دپھنچ کچے ہیں۔“  
 ”ہمیں علم ہے! اس نے بیفام بھیجا تھا۔ اس لئے اب ہم موکار دستے صرف تیس میل کے فاصلے پر ہیں اور تین میل کے دائیے میں چکر لگاتے رہیں گے۔“  
 ”وہ احتیاط اُردو کے علاوہ اور کوئی زبان استعمال نہیں کر رہے۔“  
 ”ہمارے ساتھ اُردو بھی وائے بھی ہیں“ لوئیسا مسکرائی۔  
 ”کیا فراگ سے تمہاری لگتلو ہوئی ہے؟“  
 ”نہیں۔ اسے علم نہیں ہے کہ میں اسٹریپ پر موید ہوں اور نہ اس سے اس کا علم انداز لے رہے ہیں۔“  
 ”میں محاط ہوں گا۔“  
 ”وہ اسے ایک تجارتی اسٹریپ سمجھ رہا ہے۔ ناشتہ کر کے تم اس سے مل گے اور بتاؤ گے کہ بچپنی رات سمندر میں وہ تلاطم کیوں ہوا تھا۔“  
 ”میں کہا تاون گا۔“ ظفر نے چیرت سے کہا۔  
 ”اس سے کہنا کہ بیلو سپوک کے دیران جزاں میں سے دہی جزیرہ بچپنی رات عزیز ہو گیا جہاں اس نے لایچ انکر کی تھی۔“  
 ”نہیں۔“ ظفر اپنل پڑا۔  
 ”صبح سے اس کے بارے میں خبری نشر ہو رہی ہیں۔ غرقائی کی وجہ ذرزلہ بتایا جاتا ہے۔“  
 ”خدا کی پناہ.....“ ظفر ناشتہ کرنا بھول گیا۔  
 ”کھائی تو رہو۔“  
 ”ہاں ہاں! لیکن ستمتیس نہ حلوم ہو کہ بچپنی رات اس جزیرے میں کیا ہوا تھا۔“  
 ”اوہ... تو ہاں کچھ ہو رہی تھا۔“  
 ظفر نے فراگ کی جماقوتوں کی کہانی دُبڑی مشرودع کی اور سمندر کے تلاطم تک پہنچا زربے کا سفر (ج) ۷۲

”اوہ... تو ہم قیدی بنالٹھے گئے ہیں۔“ وہ آہستہ سے بڑھتا یاد لیکن کس کے قدر ہے؟ کیا ان لوگوں کے باقاعدہ لگ گئے ہیں۔ پتا نہیں جبست پر کیا گذری؟ لایچ نہیں اُنکی ہو گئی ہو گی۔“  
 جیسیں سے اس طرح جدائی کا حادثہ تخلیف ہو تھا۔ اس کی آنکھیں بھیلنے لیکن لیکن پھر جلد ہی ذہن نے سنبھالا۔  
 قید۔ کس کی قید.... اگر موکار دالوں نے پکڑا ہے تو فراگ کے ساتھیوں کا ساحر ہو گا۔  
 وہ سوچ ہی رہا تھا کہ تغلیق میں کبھی گھومنے کی آزادی۔ وہ تیری سے ایسی پوزیشن میں آگیا کہ دروازہ کھلتے پر اس کی اوت میں ہو رہا لیکن دروازہ کھلتے ہی ایک سروالی آواز سنائی دی۔ یہ کوئی محاذ نہ کر سکھنا۔ تم وہندوں میں نہیں ہو۔“  
 ”آواز لوئیسا کی تھی۔ ظفر چلانگ لٹا کر سامنے آیا۔“  
 ”جیسیں کہاں ہے؟“ اس نے میساختہ سوال کیا۔  
 ”سور ہاہے..... مرہنیں گا....“ لوئیسا بولی۔  
 وہ کیسین میں داخل ہوئی۔ اس کے پیچے ایک آدمی ناشتہ کی ٹوٹے اٹھائے کھڑا تھا۔ ظفر بسر پر بیٹھ گیا۔ ناشتہ اسٹول پر رکھ دیا گیا اور لوئیسا کسی کھینچ کر پرست کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی۔ ”تمہارے ساتھیوں من سے کوئی بھی نہیں مرنے پایا۔“  
 ”بڑی خوش ہوئی... کیا لایچ اُنکی تھی؟“  
 ”نہیں۔ ایک جزیرے میں خشکی پر جو ڈھنگی تھی اور جب ہم نے دیاں ایسکر کیا تو فراگ کے علاوہ اور کوئی بھی ہوش میں نہیں ملا تھا۔ ویسے لایچ قریب قریب تباہ ہو چکی تھی۔“  
 ”ملکم دیاں کیسے جا پہنچیں؟“  
 ”لایچ کے قریب ہی تریب رہا تھا جا، ۱۱ اسٹریپ۔ عمران اپنے ساتھ ایک آپریٹر لے گیا تھا۔ اسی آپریٹر کی وجہ سے ہمیں تمہاری سمت اور فاصلے کا علم ہوتا رہتا تھا۔“

ہی تھا کہ لوئیسا بول پڑی۔

”لیکن لاپچ میں کوئی باور دی جایا نہیں ملا۔“

”بوزکتا ہے کیٹھ نے فوری طور پر فراگ کے حکم کی تیاری کی ہو۔ اس نے کماقا

کے قیدیوں کو لوئیسا پر کیا ہے؟“

”یہ بہت بڑا ہوا۔“ لوئیسا پر تفکر ساتھ میں بولی۔

”یکوں۔“

”ان سے بہت کچھ معلوم کر سکتے۔ مجھے جایاں آتی ہے؟“

”ظفر کچھ نہ بولا۔“ تھوڑی دیر میک خاؤشی میں پھر لوئیسا نے کہا۔ ”وہ زلزلہ حیرت انگریز  
خدا۔ صدیوں سے ان اطراف میں کوئی ایسا لزلزلہ نہیں سنایا جس کی بنا پر کسی  
جز یہ رے کی غرقاً تاریخی ہوئی ہو۔“

”اور خصوصیت سے وہی جزیرہ جس میں ہمارا ان سے تکڑا ہوا تھا؟“

”عمران نہ ہوتا تو یہ بوقت سینڈاک بھی عرق ہو گیا ہوتا۔“ لوئیسا بولی۔ ”لیکن  
آندر ہاں تک پہنچنے کا موقع کیسے ملا۔ اس ساحل کی تو بہت تنگی کی جا رہی تھی۔“

”اس سوال پر ظفر کو وہ کہانی بھی سنائی پڑی جو اوں نے عمران سے سنی تھی۔  
لوئیسا مسخر انداز میں سختی میں۔ پھر بولی۔“ پڑتے دل گرد سے کا آدمی ہے۔

”محض وہی بھی نشانہ ہی پر اتنا بڑا خطرہ ہوں لینا براہیک کے بس کی بات تھیں۔“

”خواہ مخواہ جان لڑا میٹھا ہے پی شخص۔“ ظفر بڑا سامنہ بنانے کر بول۔  
اس جلے پر لوئیسا اُسے عزور سے دیکھنے لگی تھی۔ ظفر اس کا مطلب سمجھ کر بول۔  
”فرانس اس وقت پوچھی پڑی طاقت ہے۔ کیا باضابطہ کارروائی اس کے لئے نہیں تھی؟“

”موکارو پر ہمارا کوئی اثر نہیں ہے اور پھر شاہزادی میں اس کا علم نہیں ہے کہ  
ایک بڑی طاقت عرصے سے ہمیں ان جنگ امر کے سلسلے میں لکھا رہی ہے۔ اس نے  
کھل کر اعلان کیا ہے کہ اگر کسی نے بھی اور جنگ کے آزادی رونی معاملات میں

مداخلت کی تو اس کا بھتی سے نوٹس یا جائیگا۔“

”بہر حال۔“ ظفر طوبی سامنے کر بولا۔ ”میر عمران نے دیدہ دانت  
معوت کے نہیں پیچھا لگ لگانی ہے۔“

”بہت ہی پے جکڑ آدمی ہے۔“ لوئیسا بولی۔ ”میں دل سے اس کی قدر کرتی ہوں۔“

”مگر سوال تو یہ ہے کہ اگر ضرورت پر قریب اتم توگ ان کی مدکس طرح کر سکتے۔“

ظاہر ہے کہ یہ کام صرف دوآدمیوں کے بیس کا تو ہے نہیں۔“

”ہم نہیں جانتے کہ ان چٹا نوں کے تھے کہا تھے لہذا اس کی تبریزی وہ خود ہی  
کرے گا۔ اچھا اب جلدی سے تیار ہو جاؤ۔“ بھتیں فراگ کے کیسین میں پہنچنا ہو گا۔“

”سندھ ری آب درہوں نے کمیں پبلے سے زیادہ نیکیں بنا دیا ہے۔“ ظفر آہستہ سے بولا۔

”ہاں میرا حسن خاص انحصار گیا ہے مگر نیکیں ہیں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔“

”پہنچ رہا ہے۔“ ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ”تمہارے کیسوں اس  
کی نرمی میرے دل کو راشی کئے دے رہی ہے۔“

”فضلوں باسیں چورڑو...“ جاؤ جاؤ جلدی سے۔

کچھ دیر بعد ظفر فراگ کے کیسین کے دروازے پر دستک دے رہا تھا۔

”کون ہے؟“ فراگ کی غواہ سے سنائی دی۔

”ظفر الملک۔“

”بھاگ جاؤ۔“

”ضروری بات ہے یونہ آنہ۔“

”وس منٹ بند۔“

”بہت بہتر۔“

وہ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گا۔ اس کے بعد ظفر طوبی پر نظر جماعت کھنڈا ظفری

امتحان لیکن دروازہ منٹ بعد ہی ٹھیک گیا تھا۔ خود فراگ ہی نے کووا تھا۔ کیسین میں

اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

لیکا تھے؟ فرگ نے ایسے بچے میں ہواں کیا گویا نظر الالک اس کے لئے  
جنبی ہو۔

”ہم سب بچائے گئے ہیں“ ظفر نے کہا۔  
”تو پھر ۔۔۔“

”مطلوب یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کا شکر لگانہ ہونا چاہیے۔“

”جو اس ہے! اب اسی طرح ایک دنہ سے کام آئے رہتے ہیں۔ اگر اس  
اسٹریم کے لوگ کسی دخواری میں پڑے ہو تو تو یہ بھی ہی کرتا۔“

”درہ میں اس سے آیا ہوں کہ اپ کو بھی رات والے توجہ کی وجہ بتاؤں“

”مجھے علوم ہے۔“

”آپ کوں طرح علوم ہو رہا ہے؟“

”ام مینی نے روپو پر منا تھا۔ کچھ دیر پڑے مجھ بتائی ہے۔“

”کیا یہ حیرت انگریزی ہے؟“

”تم کیوں میرا دماغ خواب کرنے پڑے آئے ہو۔ دفع ہو جاؤ۔“

”بہت بہتر جتاب!“ ظفر نے کہا اور کہیں سے باہر آگئا۔

لوگوں سا اب اس کیمی میں بھی تھا جہاں ظفر کو جوش آیا تھا۔ دیسے وہ سوچ  
رہا تھا کہ ام مینی نے کہیں فرگ کو یہ بتادیا ہو کہ مغربی ایجاد اسی اسٹریم سے  
ہوئی تھی۔

وہ پھر اپنے کہیں سے نکل پڑا مسندِ حمیتی کی تلاش تھی۔ اسٹریم کے نکل پڑے ہی دیکھا  
بھا لا بہرا تھا اس لئے مقصود بہاری ہیں کوئی دخواری پیش نہ آئی۔ ام مینی اسی کہیں میں  
ملی جہاں وہ سفر کی شروعات میں قائم ہی تھی۔

”ظفر نے اسے بے حد مصلحت پیدا۔“

”کیا حال ہے؟“ اسی نے چودہ دن بھی میں پوچھا تھا۔

”ٹھیک ہی ہے تم اپنی کوہ۔“

لیکن اپنے بارے میں کچھ بتانے کے بجائے ام مینی نے کہا۔ ”میری سمجھ میں ہیں آتا  
کیا کر دیں؟“

”کہا سمجھ میں ہیں آتا۔۔۔“

”فرگ کو اس اسٹریم کے بارے میں بتاؤں یا بتاؤں؟“

”قطعی نہیں۔ میں تو درڑ یا تھاکہ کہیں تم نے بتانہ دیا ہو۔“

”اتھی عقل تو رکھتی ہی ہوں۔“

”نہیں! تم بہت ذہنی ہو۔ فرگ کو فی الحال یہی سمجھنے دو کہیں اسٹریم اتفاقاً  
ہی اُدھر مل آیا تھا جہاں لایچ کو حادثہ پیش آیا تھا۔“

”کچھ اس کی بھی بخبر ملی۔۔۔“

”نہیں۔ بیکن جلد ہی میں اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں گا۔“

”دارا صحنی والے کا کیا حال ہے؟“

”ابھی تک ملاقات نہیں ہو سکی۔ تباہیں وہ کہاں ہے؟“

”مارے ماتھی بچائے گئے ہیں۔ ام مینی ٹھنڈی سانس لے کر یوں۔۔۔ وہ  
بھی کہیں نہ کہیں ہزوڑ رکھ گا۔۔۔“

”یہ کتنی عجیب بات ہے کہ وہی جزو یہ غرق ہو گیا جہاں ہم نے بھیلی رات رنگ ریا  
منانی تھیں۔۔۔“

”اُن اطراف میں ایسا کوئی داقعہ کبھی نہیں مُسنا گیا۔۔۔ ام مینی بول۔“

”فرگ کیا خال ہے؟“

”کچھ نہیں جو اس نے خابوشی سے یہ خبر سنی تھی اور کوئی بھروسہ نہیں کیا تھا۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔۔۔“

”اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ دیوارہ بہت کے سُندھ میں گو دگا۔۔۔“

اب پیس کا کروں اے۔۔۔

”کیا واقعی تم اُسے آنا بھی جانتی ہو۔۔۔“

"میری محنت پر شیرین کرد گے تو جان سے مار دوں گی۔ وہ آنکھیں بخال کر بول۔  
"م... میں سب شدید بیس کر رہا ہے۔  
"پڑھ جاؤ یہاں سے۔"

"کیا صیبت ہے۔ کوئی بھی منہ لگانے پر بتا رہیں۔ ظفر کے اہم ترین اٹھائیں  
"تم شب اس کے دشمن ہو۔ اسکی نئے بھی اسے دکھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔"  
"جنہیں دیر میں اس نکل پوچھنا اُس نے پرانی بحثت چھلانگ لگادی جاتی۔"  
"امم بینی کچھ نہ بولی۔ کینیں کے تھے دو دن سے سے باہر دیکھ جا رہی تھی۔ دفعہ  
فرانگ دکھائی دیا۔ شام داں کی نظر بھی ان دنوں پر پہنچی تھی۔ سیدھا اندر چلا آیا۔  
"یہ اسٹرم فرانس کے حکم موریتیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نے ظفر سے کہا۔ یہ  
دوک کسی قسم کی موسمیاتی بھاجان بین کر رہے ہیں لہذا یہیں ایک پہنچنے کا اسی اسٹرم پر  
روہنا ہے۔"

"لذت بُرُ اہوا۔ ظفر نے پر تشیعیت لجھے میں کہا۔

"تم فکر نہ کر۔ فرانگ مکار ہیں۔" میں نے ان سے کہا تھا کہ ہیں پونیاری  
پوچھا دیکھوں نے انکا، کر دیا۔ مجھوں کی ظاہری کو دیکھ پہنچتے سے پڑے وہ اس  
علاستے کو نہیں پھوڑ سکتے۔ یہ بھی نہیں بتایا کہ علاقہ کون سا ہے۔"

"یہاں سے ہم عمران سے بھی رابطہ رکھ سکیں گے۔" ظفر بولا۔

"ابی لئے تو میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد پونیاری پوچھ کر کیم انتظام کر سکوں۔"  
"اُسے میراڑا نہیں پڑتا۔" دفعہ ظفر اچھیں پڑا۔ جیسی میں تو ہیں تھا۔ پھر  
15 اپنے کینیں کی طرف جلتے تھی دلا تھا کہ فرانگ بولا۔ "فضول ہے۔ ہمارا بچ پھر  
ان کے تھنچیں میں ہے۔"

"یعنی میراڑا نہیں۔"

"میں کہ رہا ہوں کہ سب کچھ ان کے قیضے میں ہے۔" فرانگ بھٹکا گیا۔  
"خدای پناہ....! نہ ہمارے پاس اسلام ہے اور نہ میراڑا نہیں۔"

"میں دیکھوں گا۔!" فرانگ دیپی کے لئے مرتاب تباہ بولا۔  
امم بینی اس دوران میں ظفر کو بغور دیکھتی رہی تھی۔ فرانگ کے جانے کے بعد  
تو ہی۔ یہ ایکٹنگ کپ تک چلتی۔ فرانگ بچھے نہیں ہے۔  
"ویکھا جائے گا۔!" ظفر امتحنا تباہ بولا۔ اسے جیسیں کی فکر تھی۔  
"کہاں چلتے... بیٹھو... تمہارے علاوہ اور کسی سے اس کی بات بھی نہیں  
کر سکتی۔" امم بینی نے مفہوم لجھے میں کہا۔  
"میں ذرا جیسیں کو دیکھوں گا۔"  
وہ باہر نکلا۔ چاروں طرف دھوپ چک رہی تھی اور سمندر پر سکون تھا۔  
جیسیں ڈرائینٹ کروم میں میٹھا۔ میر پیتا بولا نظر آیا۔ ظفر کو دیکھ کر سخنی سے  
مسکرا یا تھا یا لیکن ظفر نے قریب پر پہنچتے ہی محسوس کر دیا کہ بیسر کی بوتل جی بیسر کی بجا  
اکھوں ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"بیسر پر رہا ہوں۔" جیسیں نے بڑی دھڑائی سے جواب دیا۔

"یہ طب ہو گیا تھا کہ اب ہم شراب کو ہاتھ نہیں لکھیں گے۔"

"بیسر کو میں شراب نہیں سمجھتا۔"

"لیکن تم شراب پی رہے ہو۔" ظفر نے سخت لجھے میں کہا۔

"اُسے میرے آقا۔! غلام اس غلام کو اب آزاد فرمائے۔ کماں تک تھیں  
15 کردن۔ میرا بابا اپ کے چاہضوں کا غلام... تھا... لیکن اپ کے چاہضوں نے  
مجھ تھیر پر ٹلم فرمایا لگ بھٹے اپ کی غلامی میں دے کر انگلیں بھجوادیا۔"  
"لشہ ہو رہا ہے۔" ظفر بھنا کر بولا۔

"میں بالکل بھوٹیں میں ہوں یورہا نہیں لیکن مجھے شراب پینے سے کوئی نہیں  
روک سکتا۔"

"اب میں دیکھوں گا کہ تمہیں کیسے ملتی ہے۔"

"ٹے یا نہ ٹے... لیکن میں اگوست وہ سب کچھ حضور کھوں گا جو کہنا چاہتا ہوں۔  
پاں تو میں کیا کہہ رہا تھا؟"

"جیسیں جاؤ۔" ظفر نے کہا اور واپسی کے لئے مرا گیا۔

"سنئے جائیے۔ اب ان صاحب کی واپسی ناممکن ہے جو ہمیں فرشتہ بنا دینا  
چاہتے تھے۔ پڑھنے... فرشتہ۔"

"بکاؤں مت کر دے۔" ظفر پھر لپٹ پڑا۔

"عجمی خاتون کی دیکھنے اور سیکھ جائیے۔" جیسیں بھومتا ہوا بولا۔ ابھی کچھ دیر پہلے  
ملی ہار دے یہاں موجود تھی کتنے تک۔ اباش فراں بجھے بھی تم میں سے کسی کو بخشن دیتا۔  
دیکھنے۔ بمنہ زندگی نہیں۔ سنئے جائیے کہ۔ اب زندگی کے دن خود رے ہیں کیوں نہ  
انھیں بھی شراب اور عورت میں عزیز کر دیا جائے۔"

"میری ایک بات کاں کھوں کر سن لو۔"

"کھلے ہوئے ہیں کان سنائے۔"

"فراں کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ ہم بنا کھاتا ہے اسی اسی ستم پر دادا، ہوئے تھا۔"

"اب تک معلوم کلی ہو جکا ہو گا۔"

"کیا املاط۔"

"میں نے ملی ہار دے کو سنا دیا تھا۔"

"میں ہمیں گولی مار دوں گا۔"

"غور اُعلیٰ کچھے اپنے اس فیصلے پر سسک سسک کر مرنے لے کیا فائدہ۔"

"تم نے اسے کیوں بتایا؟"

"اس وقت بڑی اچھی لگ رہی تھی اور اس نے بجھے بڑے پیارے دیکھا تھا۔"

سینا، دفعتاً اُن کوں سے آؤ دن آئی۔ "جھلکا اُمٹ کر دیکھنے بیرونی بیرونی میں آجائو۔" یہ  
جلکے اردو میں ادا کئے گئے تھے اور جو نے والا کوئی مرد تھا۔

"چلو اٹھو۔" "لکھر جیسیں کو گھوڑا تاہم بولا۔"

"درجن ہو جاؤ۔" دہائے کی جانب ٹھکلیتا ہوا بولا۔

"یہاں ہمارے علاوہ اور کون اردو بولنے والا ہے۔" جیسیں نے حیرت  
نمایا۔

"معلوم ہو جائیگا۔ تم یہ کسی پھرڑو... یہیں بدل اٹھانے کی ضرورت نہیں۔"

"یہ ظلم ہے۔" جیسیں اٹھتا ہوا بولا۔

"بھرگر بھیں۔ اسے یہیں پھرڑو۔"

ٹوغا اُکھا کر ہاؤہ ظفر کے ساتھ ہو لیا تھا۔ کیون بیرونی میں صرف لوئیا نظر  
آئی۔ جیسیں اچھل پڑا۔

"اوہ... تو ایسی موجود ہیں۔ مجھے علم نہیں تھا۔" اُس نے بہت زیادہ  
مرست کا انہار کر کے پڑے کہا۔

لیکن وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے لفیر ظفر سے بولی۔ "نکارت کرو۔ ملی ہار دے  
سوچتے سے اب تک بھوش ہے۔ فراں کو کچھہ بتانے کی۔"

"کیا املاط۔" جیسیں نے آنکھیں نکالیں۔

"اب جو کچھے تم سے کہا کیا اس کے مقابلان عمل نہ کر سکنے کی سزا موت ہوگی۔" لوئیا  
تھے اُسے کھو رتے ہوئے کہا اور جیسیں ہنس پڑا پھر بولا۔ "اگر یہ سترام اپنے ہاتھوں نہ  
دیتے کا وعدہ کرو تو ابھی پل بھر میں فراں کو مطلع کر دوں گا۔"

"پھر بھروس مژدعاً کر دی تھی تھے۔"

"اب کیا میں اس قدر بھی زبان نہ کھوں... وہ بھی... وہ بھی... جیسیں کو  
تھے ہو رہا تھا۔"

"جاو۔...!" لوئیا با تھا اٹھا کر بولی۔ "تمہاری شراب تو شی میں کوئی بھی خل  
شر جو کسے کا... جتنی چاہی بکو۔"

"یہ بھری ناکوئی بات۔" جیسیں نے ظفر کی طرف دیکھ کر مضمضہ اڑائے کے  
کے انداز میں کہا۔

"درجن ہو جاؤ۔" دہائے در دائزے کی جانب ٹھکلیتا ہوا بولا۔

بھیسن دلوانوں کے سے انداز میں ہفتا ہوا بہر نکل گیا۔

"۱۵ اپنے کینیں میں ہمیشہ رُڑی ہے۔" "لا میسا بولی۔" اور ہمیشی کی مدت  
ہم اپنی مرضی کے مطابق بڑھا بھی یعنی گے۔"

سست پھر تسلی ہو۔ ظفر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا یا۔

"جاؤ آنام کرو۔"

"او جو..... تو کیا اب مجھ پر بھی حکم چلا دیں گی۔"

"ہاں میں اسکا رج ہوں۔"

"چارچ چاہجہ۔" زندگی کے دن تھوڑے ہیں کیون نہ اخھیں ڈھنگ  
سے بسر کیا جائے۔"

"سفیر۔" اپنارے داں تر داں کیسی پرس آتا۔ اس وقت میں ڈیوٹی پر  
ہوں۔ نو میا طنزیہ انداز میں ملکا کر لیوں۔

"تم نے ہم دونوں کو بہت بیوقوفت بیٹایا ہے۔"

"ماہیتی کی آب دہوہی ایسی ہے کہ عشق کرنے کے علاوہ اور کسی کام کو جی  
نہیں چاہتا۔"

"چھ تو پھر تاہمی ہی ہلے۔"

"یہ کہتی ہوں جاؤ۔ درمیانی میں بھی ہمیشہ کا انجکشن دیتا جائیگا۔"

"چھ جھوڑو۔" اگر کسی وقت فرماں کا سامنا ہو گیا تو۔"

"جب تک اسیم، نہادے قبضے میں ہے ایسا نہیں ہو سکے گا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ اب ہو گکریا۔"

"بس دیکھتے جاؤ۔"

ہیلی کو پڑھنا میں بلند ہوا۔ اسے عمران پائیٹھ کر رہا تھا۔ عمران کے جسم پر  
اس میں ایک کی دردی بھتی جھیس ہمیشہ کر کے غار میں ڈال آئے تھے اور جوزف نے  
غوط خوری کا بیاس پن رکھا تھا۔

اُس نے ہیلی کو پیر کا رُخ اس چٹان کی طرف موڑ دیا جس کے عقب سے دھوپ  
حصاد کھانی دے رہا تھا۔

نیچے سے دھوپوں بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے کسی مل کی کھنی سے نکل رہا ہو یکن  
اور پوچھ جیقت منا شفت ہوئی۔ دھوپیں کا سخرچ کسی غار کا چھوٹا سا دہانہ تھا۔  
"ذرا دیکھ لو دھوپوں کس طرف جا رہا ہے۔" عمران، جوزف کے کام سے منہ  
ٹکر کر بولا۔ وہ اس کے جسرا بہری بیٹھا تھا۔

"مشرق کی طرف۔"

"کتنی عجیب بات ہے۔"

"یکوں بس۔"

"ہوا مشرق سے مغرب پل رہی ہے۔ لہذا دھوپیں کو بھی مغرب ہی کی سمت  
جاتا ہے۔ یہکن وہ نہ صرف مشرق کی طرف جا رہا ہے بلکہ ہوا اس کے جسم کو منتشر بھی  
سیس کر سکتی ہے۔"

"واقعی بس۔" یہ بات تو ہے۔ خدا کی بیانات... کیا یہ بد رہوں کا جزو ہے؟"

"یکوں کی تو یہ چیز پہنچ دوں گا۔"

جوزف بالکل ایسے ہی انداز میں ہنسا تھا جیسے اُس نے یہ بات عمران کو پھر طے  
کئے کہی جو۔

ہیلی کو پڑھا سی سخت پرداز کرتا رہا بعد مقدم دھوپ جا رہا تھا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے... مہمنی سے والپس ہو جانا چاہئے اور اب یہ  
دھوان اس سکھ بھاری رہ غانی کر سکے گا۔"

اس نے سلی کو پیر پھر اسی طرف بروٹیا تھا جو صورتے روانگی ہوئی تھی۔  
"میں نے صاف دیکھا تھا بابا... یہ دھوان اسی حصار میں ٹھم ہو رہا تھا۔"  
"ہاں یہی بات ہے... اگر یہ سلی کو پیر پڑا تھا مذکوت تو ہم نہ جانے کہ تک ہٹکے  
رہے اور اب سخوڑتی ہی تفریح ہوگی۔ وہ دلوں ابھی ہوش میں نہ آئے ہوں گے۔"  
جوزف پکھ سفللا۔

غمran نے تھیک اسی جگہ سلی کو پیر کو لینے کیا جہاں سے اٹھا اور  
پھر وہ دلوں نیچے اُتر کر غار کی طرف چل پڑے۔

"اب ہم ان دلوں کو اٹھا کر لائیں گے اور ڈاک پر ڈال دیں گے۔"  
"اس سے کیا ہو گا بابا۔"

"اگر وہ دلوں غائب ہو گئے تو ان کے ساتھیوں کو تشویش ہوگی اور ہو سکتا  
ہے کہ انھیں تلاش کرنے کے سلسلے میں ہم تک آپنے بھیں۔"

"یہ بات تو ہے۔"

"اگر وہ ڈاک ہی پر ہوش میں آئے تو اپنی بیوی شی کو کوئی معنی نہ پہنا  
سکیں گے۔"

"واقعی خاصی تفریح رہے گی بابا۔ جوزف ہنکر بولا۔

وہ دلوں اب بھی ہوش تھے۔ انھیں ان کے کڑے دوبارہ پہنانے لگتا۔

"اب ایک کوتم اٹھاؤ اور دمرے کو من اٹھانے ہوں۔" گران بولا۔

اس طرح وہ دلوں اپنے سامان سنبھالتے ایک بار پھر ڈاک پر پونچا دیئے گئے۔

اب گران اور جوزف چڑاں کی اڈت سے ان کی نگرانی کر رہے تھے۔ قریباً  
آٹے گھنٹے بعد ان میں سے ایک آدمی نے کردٹ اور دیر تک پار پھر ڈاک پار ہو چکا۔

بھر اٹھا۔ اس کا ساتھی اب بھی یہی حص دھرت کرتا ہوا تھا۔ وہ برا کھلا کر

"تم بھی اُدھر ہی جا رہے ہو بس؟"

"کیا تو دیکھنا نہیں چاہتا کہ یہ جیرت انگریز دھوان کو ڈھر جا رہا ہے۔"

"اے بس میں کوئی رٹا کی تو ہوں نہیں کہ دھوئیں پچھے بھاگت پھر دوں۔"

"بہت جھک رہا ہے... کیا بات ہے؟"

"کیا تمہیں میری خوشی بُری لگ رہی ہے بس؟"

"خوشی کس بات کی ہے؟"

"یہاں تم صرف میرے ہو بس... تمہارے آس پاں اور کوئی ایسا آدمی نہیں  
پایا جاتا جس سے تم ہنس کر بات کر سکو۔!"

"ہائی... گام اٹاب؟"

"مجھے سمجھنے کی کوشش کر دیاں۔"

"یہاں آتی دوسراں دیواریں میں لاکر سمجھاے گا۔"

"ایسے اس طرح سمجھو... کہ جب پلے کے بعد دوسرا بچہ ہوتا ہے تو پلابچہ دوسرے  
سے خفج اس لئے جلن جھووس کرتا ہے کہ ماں باپ کی زیادہ تر توجہ اسی کی طرف ہوتی ہے۔  
تو اے میرے باپ مجھے دیسانی بچہ سمجھا کرو۔!"

"اچھا بڑھ بے بی... اب میں خیال رکھوں گا۔"

"اس محبت میں عقل کو دھل نہیں ہے بس... جنگل میں ایسی ہی محبتیں پرداں

چڑھتی ہیں۔"

"او ڈزرت... میرے سعادتمند بوڑھے بیٹے مجھے بورن کرو۔ محبت کے بارے

میں کچھ نہیں سنتا چاہتا کان پک لگھنے ہیں۔"

جوزف پھر بنی ڈا اور بولا۔ "شام کتابعی دالی روکی نے تمہیں بست

وکیا۔"

گران کچھ نہ بولا۔ بہت دور سیاہ رنگ کا ایک پھاڑا سانظر آ رہا تھا۔

"اوہ بس مٹا لیں گے بھی بت... بھر جوئی کا حصار۔"

اس پر جھپک پڑا اور جھنگھوڑ کر آوازیں دینے لگا۔

جوزت کے دانت نکلے پڑ رہے تھے۔ انداز بالکل کمابنخے سے بچے کا ساتھا بوجو  
ابنی کسی شرارت سے محظوظ نہ رہا ہو۔

پچھے دیر بعد درباری بوس میں آگئی اور دونوں خاموش بیٹھے ایک دربرے  
کو گھوڑتے رہے۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی بنا پر یہ نہ معلوم ہوا کہ پھر ان دونوں  
کے درمیان کس قسم کی گفتگو شروع ہو گئی تھی۔

بہ حال غوط خوری کا بابس پہنچنے والے نے شامی پانی میں اترنے کا ارادہ  
ملتوی کر دیا تھا۔

ایسا سامان اٹھا کر وہ بیلی کو پڑ کی طرف پل پڑے۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا بابس۔" جوزت بولا۔

"تم کیا چاہتے تھے؟"

"اس نے غوط توہینیں لگایا"

بیلی کو پڑ کی آواز سے فضا مرتعش ہو گئی۔ وہ اسی سمت پر دانکر رہا تھا  
جدھر سے آیا تھا۔

"آخر ادھر کیا ہے بابس؟" جوزت مغرب کی طرف باقاعدھا کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ ادھر اسی گودی کے نگاری رہتے ہیں۔"

"اب یہیں کیا کرتا ہے بابس۔؟"

"فی الحال صرف یہ دیکھیں گے کہ اس دھوئی کا اخراج کتنی دیریک ہوتا  
ہے۔ رات کو بھی یہ سلسلہ قائم رہتا ہے یا نہیں۔ میں نے وہ جگہ بھی دیکھ لی ہے  
جہاں سے ہم اسی چنان پر پوچھ سکیں گے۔ اگر رات کو بھی دھواں برقرار رہا  
 تو زیادہ آسانی ہو گی۔"

وہ پھر فدائیں پڑتے آئے۔ دوپر کے کھانے کے بعد جب وہ اذنگہ رہے تھے  
بیلی کو پڑ کی آواز پھر سنائی دی۔

عمران نے جوزت کو تیار ہستہ کا اشارہ کیا تھا۔ بیلی کو پڑ کی مینہ کرتے  
ہی وہ پھر خارے نے نکل آئے اور اسی چنان کی طرف پڑھنے لگے جس کی اوث سے ذار  
کی بگرانی کی بسا کی تھی۔

اس پاہ پیر دو آدمی آئے تھے اور دونوں نے غوط خوری کے بیاس پس  
رکھتے تھے۔

دونوں نے ایک سامنہ خوچھے نکالتے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارپ  
تھی اور دوسرا سے نے اور کا تھا استھان رکھا تھا لیکن دو منٹ بھی نہیں  
گزرے تھے کہ وہ بانی کی سطح پر ابھرتے دیکھنے لگے اور جن انداز میں ڈاک پر پوچھتے  
ہوں سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا جسے کسی وجہ سے بوکھلا ہٹ میں بستلا ہو گئے ہوں۔ وہ  
ڈاک پر پوچھ کر دم بھی نہیں لیتے پانے تھے کہ پانی کی سطح پر جھوپچال سا آیا۔  
کوئی سیاہی نہیں تھے سطح پر بھر بھی تھی۔

"اُنہیں... آبدوز کشتی۔" عمران آہستہ سے بڑا بڑا۔

جوزت پکھنے بولو۔ وہ کسی شکاری کتے کی طرح اس جانب نگاہ رکھا۔ دونوں  
غوط خور ڈاک پر کھڑے آبدوز کو دیکھتے ہے۔

ٹھیک ائمی وقت پھر کسی بیلی کو پڑ کی آواز سنائی دی اور عمران جو نکل ہوا  
"اوہ ہو۔" یہ تو مشرق کی طرف سے آ رہا ہے۔ چلو غار میں دمنہ بزم دیکھ  
لے جائیں گے۔"

یہ بیلی کو پڑا حقیقتاً اسی سمت سے آ رہا تھا جدھر زخموں نے دھوئیں کا  
حصار دیکھا تھا۔

جوزت غار کی جانب درڑ گیا تھا لیکن عمران اسی چنان کی ایک ذرا زیں  
نیک رہا۔ بیلی کو پڑا اس کے اوہ سے گزرتا ہوا ڈاک کی طرف جا رہا تھا۔

پھر اس نے تھوڑیں کیا کہ وہ بیلی کو پڑ کی بھی ڈاک بھی پر لینہ کر رہا ہے۔  
عمران دوبارہ اسی جگہ پوچھ کیا جس سے ڈاک کی طرف جھانکتا رہا تھا۔ بعد میں

آنے والے سیلی کو پڑھتے صرف ایک بھی آدمی اتر۔ دوسرا طرف آبہ وز کے بالائی جھنے سے تین افراد بہ آمد ہوئے لئے جو یہ بعد دیکھے ڈاک پر پہنچ گئے۔ انہوں نے غوطہ خوروں کے قریب پہنچ کر کھا لیا۔ جواب میں وہ بھی باختہ ہلاہلا کر کچھ کہتے رہے۔ پھر عمران نے انہیں دوبارہ غوطہ لگانے دیکھا۔ آبہ وز سے اُترنے والے تینوں افراد بعد میں آئے والے بھی کو پڑھ کر طرف بڑھ رہے تھے۔

عمران پھر دراڑی میں چلا گیا۔

کچھ دیر بعد یہی کو پڑھ کر اجنب اسٹارٹ ہوا تھا اور وہ مشرق ہی کی طرف پرداز کر لیا تھا۔

عمران خار کی جانب چل پڑا۔

مکی ہوا باس؟ ”بوزت نے اسے دیکھتے ہی سوال کیا۔

”آبہ وز سے تین آدمی اُترے تھے جنہیں بعد میں تین الہیں کو پڑھ مشرق کی طرف سے گیا۔ وہ دونوں غوطہ خور پہنچیں اُترے ہیں۔“

”بہت کھرے معلوم ہوتے ہیں یہ لوگ۔ کیا راستہ بنایا ہے آبہ وز کے لئے؟“

”وہ روشنی جو شکاف کے دہانے سے نکلتی تھی۔“ شامساں آبہ وز کی رہنمائی کے لئے تھی ”عمران پر تشویش لجھے میں بولو۔“ ہمیں یہاں سے ہٹ چلتا چاہتے۔“ اور دشی غائب ہو جائے کیونچہ معلوم ہوتے پر اس پاس ضرور ہنگامہ بردیا ہو گا۔“

بوزت کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ طاسنیٹر پر اشارہ موجود ہوا۔ عمران نے سوچ آن کیا کہیں سے آواز اُڑھی تھی۔ ”تاریک ہم... تاریک ہم...“

”تاریک ہم...!“ عمران نے جواب دیا۔

”صبح سے کئی بار رابط قائم کرنے کی کوشش کی جا چکی ہے۔“ دوسرا طرف سے آوازا آئی۔

”صرف فیت تھی۔!“ عمران بولا۔ ”کیا خبر ہے۔?“

”پچھلی رات وہ جنریہ عرق ہو گی جہاں مینڈک نے جوش منایا تھا۔“

”غرق ہو گیا۔?“ عمران کے لمحے میں حیرت تھی۔ ”میں نہیں سمجھا۔!“

”خبر ہے کہ زبردست زلزلے کے نتیجے میں ایسا ہوا۔ مکندریں ایسا ملاطم ہے جو اکہ مینڈک کی کشتی تباہ ہو گئی۔ ہم نے اس کے ایک ایک فرد کو بچا لیا تھا اور وہ سب ہمارے جہاز پر تھے۔!“

”تھکے سے کیا مراد ہے تماری؟“ عمران نے ضھر پانہ اندمازیں پوچھا۔

” بتا تاہم تو ہمارا جہاز مخالف جزیرے کی سمندری حدود دیا میں جکڑ لگا۔“ بتا تاہم تو ہمارا جہاز مخالف جزیرے کی سمندری حدود دیا میں جکڑ لگا۔“ بتا تاہم تو ہمارا جہاز مخالف جزیرے کے قریب ہی رہتا چاہتے تھے۔ احانک جزیرے کی جعلی کشتیوں نے جہاز کو ٹھیر کر تلاشی میں پھر مینڈک پیچاں لیا گیا اور وہ اُسے پھر طے کئے۔ ہم نے انھیں اپنی حکومت کی طرف سے الطی میتم دے دیا ہے کہ اگر مینڈک کو کوئی اگر نہ پہنچا تو ہماری حکومت سختی سے نوٹ لے گی۔“

” وہ ہمارے جہاز ہی کو ٹھیر کر اپنے ساحل پر کیوں نہیں لے گئے؟“ عمران نے پوچھا۔

” ہونا تو یہی چاہتے تھا۔... لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔“

” اور لوگ کہاں ہیں؟“

” وہ سب ہمارے ہی ساتھ ہیں۔ انھیں کسی نے ہاتھ بھی نہیں لگا۔“

” جزیرے کی ذمہ دار شخصیت کو باضابطہ الطی میتم بھجواؤ۔“ راقی اگر مینڈک

کو کوئی اگر نہ پہنچا تو ہماری حکومت کے لئے باعث شرم ہو گا۔ کیونکہ تم نے اُسے

یہاں دیکھا اس کی جان بجا دیتی تھی۔“

” ایسا کام جا چکا ہے۔... ہم نے دائیں پر اسی ذمہ دار شخصیت سے ما-

کیم کر کے دار نگ دے دی ہے۔“

” مٹھک ہے۔!“

” کوئی رپورٹ ...؟“

” کوئی خاص نہیں... کام جا رہی ہے...“ میرے ساتھیوں کا خاص جیال

” نرے کا سفر (ج)“

رکھا جائے۔ دلوں لئے کیوں کو کوئی تکلیف نہ ہرنے پائے۔"

"ان میں سے ایک تمہارے لئے ہر وقت روتنی رہ جائے۔"

"خداد اس پر رحم کرے۔ اختتام۔" عمران نے کہہ کر بوسنے آنکھ کردی۔

"پوری بات سمجھ میں نہیں آئی بآس۔" جوزف بھر آئی آدازی میں بولنا۔

عمران اُسے بلوپیک جزاگ کے اس مخصوص جزو سے کی تباہی میں مغلیب تباہے لگا جہاں فرگ اور اش کے ساچھیوں پر سلی کو سڑوں سے بیماری ہوئی تھی۔

"اور پھر مدارک دی گئی تو پیس نے لوئیسا کے اسیمیر پر چھا پا مار کر فرگ کو گرفتاہ کر لیا اور اسے اپنے ساتھے لئی۔"

"یہ تو بہت بُرا بُرا بآس۔"

نیک نہ کرو۔ وہ اسے مارنے سکیں گے کیونکہ حکومت فرانس اس کی حیلہ بن گئی ہے۔

ساکا و اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کر بولا۔

بن گئی ہے۔ ساکا و اس کی طرف سے دارانگ دے دی گئی ہے۔

خیر۔ اب ہمیں یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔ مناسب یہ ہو گا کہ دھوئیں کے حصار،

ہی کی طرف بڑھو چلیں۔"

"بہت اچھا بآس۔" جوزف نے کہا اور سامان سمیٹنے لگا۔

ساکا و از ہر طی سی سکر اہٹ کے ساتھ بولا۔ "فرانس تمہارا خلیف بن گیا ہے۔

جسے بست مہنگے پڑے ہو۔ پچاس ہزار ڈالر بہت ہوتے ہیں۔"

فرگ پکھنے بولنا۔ ساکا دیکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا۔

پرنس ہرند اکھاں ہے۔" ساکا وابلا خردماڑا۔

یہ نہیں جانتا۔ کل رات تک میری لاپچ پر رکھا۔ غیر موقوع تلاطم نے لاپچ

کر دیا۔ ہو سکتا ہے غرق ہو گیا ہو۔ بچائے جانے والوں میں وہ نظر نہیں

ساکا دنے بلند آہنگ تھمہ لگایا۔ خبر اس کے لئے بجید خوش گن بھتی۔ اس نے خرلا نے والے سے کہا۔

"فرگ کی گرفتاری کے لئے ہو افعانی دم مقرز کی گئی تھی اس میں حصہ

لینے والوں میں قیتمان کر دی جائے۔"

"بہت بہتر یور آن۔"

"کیا پرنس ہرند ابھی اسیمیر میں رکھے۔"

"میں یور آن۔"

"معلوم کرو۔"

"اسیمیر کی طلبی لینے والوں میں میں بھی شامل تھا یور آن۔"

"سیٹر اب کہاں ہے۔؟"

"میں نے اسے موکارو کی سمندری حدود سے باہر نکال دیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"کیون نے یہ تحریری وار انگ دی تھی اور اس کی نقل پر میرے دستخات نے تھے۔"

ایک کاغذ ساکا دیکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ساکا و اسے پہلے اُسے تیز نظر دیں سے لگوڑا تھا اور پھر کاغذے کے پڑھنے

"جاو۔" وہ کچھ دیر بعد ہاتھ پلا کر بولا۔

س کے چہرے پر چھپنے کے آثار تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فون کار سیور

کی کو خلم دیا تھا کہ فرگ کو اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

اور وہ دس منٹ کے اندر ہی اندر اس کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ ایک بار پھر

فرگ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نظر آئیں لیکن وہ سیستہ تانے کی چلتانی طرح

تھے۔

ساکا و از ہر طی سی سکر اہٹ کے ساتھ بولا۔ "فرانس تمہارا خلیف بن گیا ہے۔

جسے بست مہنگے پڑے ہو۔ پچاس ہزار ڈالر بہت ہوتے ہیں۔"

فرگ پکھنے بولنا۔ ساکا دیکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا رہا۔

پرنس ہرند اکھاں ہے۔" ساکا وابلا خردماڑا۔

یہ نہیں جانتا۔ کل رات تک میری لاپچ پر رکھا۔ غیر موقوع تلاطم نے لاپچ

کر دیا۔ ہو سکتا ہے غرق ہو گیا ہو۔ بچائے جانے والوں میں وہ نظر نہیں

”مجھیے نہ جانے کتنے غلام لگ چانگ کی شان بڑھانے کے لئے زندہ یے گے“ فرماں۔

خیک اُسی وقت فرن کی گھنٹی بجی اور ساکا دانتے رسیور اٹھا لیا۔ درمی سے بولنے والا شام کوئی ایسی ہی بات کہہ رہا تھا کہ ساکا دا کے چہرے پر سرگلی پرنسپر لالا برا کا اپیمنی سکریٹری عمران۔ دو ایک جو پرانے کے باشندوں نظر آئے لگے۔ فرماں اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

بچتے۔ عمران پرانے کے ساتھی عزیز ہو گیا۔ دلوں ایمان بچ گئے تھے۔ وہ دفتار ساکا دانتے رسیور کریٹل پر درکھ کرو سپاہیوں سے کہا۔ ”اسے اسٹیمپر پہن“

”تم نے ایدی دے ساداں اور کسی ڈھپ لوپکا کے متعلق بتایا تھا“

”اس سفر کے دوران میں وہ نہیں دکھائی دیئے“

”اب تم اپنی سزا خود ہی تجویز کرو“

”فرانس سے جھکڑا مول نینا ہو تو مجھے پاٹھ لکھانا“

”میں تمہاری کھال اتر واکر مہین فرانس کے والے کر دوں گا۔ بے فی آپریٹر نے اسے تعظیم دی تھی۔ یہ سب جاپانی تھے۔“

”تم مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتے.... غلام ابن غلام.... کھال اتر جا۔“

”یہی ہی کال میں می نے آپ کو آگاہ کیا تھا یور آئر“

”لیقین کر دیں مہین سسکا سسکا ماروں گا“

”اگر میری آدمی سسکی بھی سن سکے تو میں مہین ایک لاکھ ڈالر دوں ساکا دا دانت پیس کر دے گیا۔ صاحب اختیار تھا لیکن نہ جانے اس کے

میں کیا تھا کہ فراؤ ہی اسی حالت پر قابو پا کر سکر دیا۔ ویسے یہ دلوں پلکیں جسے

بیغرا کی دوسرے کو گھوڑے جا رہے تھے۔“

”اس جزو سے کوئی نہیں بچ لیا جائے بھلی رات تم لوگوں نے جشن منانے کا لانگ موکارو۔ پسلیموکارو۔ پرانہ ہر بندا کا لانگ..... کوئی جواب نہیں ساکا دا اکسی سانپ کی طرح پھچکارا۔“

”اتفاقات ہی نے مہین جھیپٹ بنایا ہے“ فرماں کہہ بیجا ہو گا..... اے اہلیان مرکارو..... میں پرانہ ہر بندا..... تم سے“

”او۔ اتفاقات ہی نے مہین میرے چنگل میں لا پھنسایا ہے“ دیکھوں یہی میں مخاطب ہوں۔ فرانسیسی اس لئے نہیں بول سکتا کہ مجھے فرانس

لگ چانگ میں کس طرح رہا دلاتا ہے۔“

”وہ لوگ کون تھے جنہوں نے تمیں بچایا تھا“

”فرانس کا اسٹیمپ تھا۔ وہ لوگ شامیہ سیاہ تحقیق کرتے ہیں۔“

”ہر نینڈا کے ساتھ اور کون تھا؟“

”پرانہ ٹالا برا کا اپیمنی سکریٹری عمران۔ دلوں ایمان بچ گئے تھے۔“

”بچتے۔ عمران پرانے کے ساتھی عزیز ہو گیا۔ دلوں ایمان بچ گئے تھے۔“

”وہ لوگ کون تھے جنہوں نے تمیں بچایا تھا“

سے نفرت ہے... اٹھارہ سال پہلے میں نے قسم کھائی تھی کہ فرانسیسی نہیں بول سکتا... تم  
..... مادری زبان بھی نہیں بولوں گا کیونکہ نہ کہا گا... میری ماں... فرانسیسی  
کی غلام ہے... ہیلو موکارو... کوئی سن رہا ہے یا نہیں... پرانی ہر بند  
کانگ ..... اب میں اُس سور کا نام لیتا ہوں جس نے موکارو کو بتا دی کہ کنا  
پہنچا دیا ہے... ساکاوا کیا تو سن رہا ہے  
ساکاوا نے بخوبی نگل کر ہنڑوں پر زبان پھری اور ٹرانسپرٹ سے طیپ  
ریکارڈر ایچ کر دینے کا اشارہ کیا۔

پکھ دیر بعد ہر بند اپھر سا کادا کو پکارنے لگا۔ ساکاوا۔ تیرے آدمیوں  
نے میرے دوست ڈیڈی فراگ کو پکھ دیا ہے۔ اس نے یقیناً یہی کہا ہو گا کہ ہر  
ڈب گیا لیکن وہ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں۔ میکا پھی میں اتنی ہمت ہے کہ فراگ  
کو گزند پہنچا سکے۔ میں ہر بند ایچے وازنگ دیتا ہوں اگر اس پر ہلاکا سا بھی ت  
ہوا تو تیر خیر نہیں اور اب اسے موکارو کے باشندوں میں پھرم سے مخاطب  
ہوں.... ساکاوا نہیں چاہتا کہ میں موکارو میں قدم رکھوں اگر فراگ نے میرا  
نہ دیا ہوتا تو ساکا دا مجھے قتل کر دیتا۔!

"جاؤس بند کرو۔!" ساکاوا ٹرانسپرٹ سے قریب ہو گے بولا۔

"یہ کون بد تیرز ہے جو مجھ سے بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔"  
طرف سے آواز آئی۔

"میں ساکا دا بول رہا ہوں۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھے مخاطب کرنے کی  
عقلمندی کر لیتھی۔ کان کھوں کر سُن لو۔ ہر میجھی کا فرمان ہے کہ جب تک  
تم اپنے باپ سے معاف نہیں مانگو گے موکارو میں داخل نہیں ہو سکو گے۔"

"ہر میجھی کبھی ایسا فرمان جاری نہیں کر سکتے... تو جھوٹا ہے۔ ہر جیسی  
روایات کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ میرا باپ موکارو کے شاہی فون سے  
تعقل نہیں رکھتا۔"

"ہر مجھٹی لکیر کے نفیز نہیں ہیں۔ ان کے حوالے سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔... تم  
برادر است اپنیں مخاطب کر سکتے ہو۔!"  
"میں جانتا ہوں کہ تو نے عورت اور شراب کا جادو چلا�ا ہے۔"  
"پرانی ہر بند ایچے حد سے نہ پڑھو۔!"  
"میں پھر دارنگ دیتا ہوں کہ فراگ کو کوئی گزند پہنچے۔!"  
"اگر اس نے تمہارا متہن بتایا تو جان سے مار دوں گا۔"  
"وہ وفادار دوست تھی اپنی زبان نہ کھو لے گا۔"  
"تو پھر اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔"  
"اچھا.... اچھا... میں وکھوں گا... اور اس ڈیڈی طاقت کی دھکی کو بھی دکھوں گا  
جو اس نے موکارو کے اندر وہی معاملات میں دخل اندازی کر لے والوں کو  
دی ہے۔"  
اس کے بعد سنتا ٹاچھا گیا تھا۔  
ساکاوا نے ٹیپ ریکارڈر سے اسپول بکھوا کر اپنے دفتر میں پہنچا نے کا اشارہ  
کیا اور آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔  
اپک بار پھر وہ اپنے دفتر میں داخل ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں گھری  
ٹشویش کے آثار تھے۔  
فون پر کسی سے رابطہ قائم کر کے فراگ کو دوبارہ پیش کرنے کا حکم دے کر  
رسیدر کریڈل پر رکھا اور بیوہ دوستے شراب میں بوتن نکالی۔  
شراب نوشی ہی کے دوران میں فراگ لایا گیا۔ وہ قہر آبودناظروں سے  
ساکا دا کو گھوڑا تارہ بنا۔  
ساکا دا کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے محض اپنی سے نوشی  
کا اسٹائیل وکھانے کے لئے فراگ کو طلب کیا ہو۔  
خکوڑی دیر بعد خانی کلاس میز پر رکھ کر وہ فراگ کی طرف متوجہ ہوا۔

"تم نے کہا تھا کہ ہر بندہ اغرق ہو گیا۔" وہ بنے حد نرم لمحے میں بولا۔  
"ہاں۔ میں نے کہا تھا۔"  
"لیکن وہ زندہ ہے۔!"

"ہر سکتا ہے!" فراگ نے لاپرواہی سے کہا۔

"ادرم جانتے ہو کہ وہ اکماں ہے۔" ساکا دا میر پر ٹھوٹے مار کر دیتا۔  
فرآگ کوئی جواب دینے کی بجائے اُسے ٹوٹنے والی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔  
ٹرانسپریٹ پر ریکارڈ کی ہوئی کال کا ٹیپ۔ اس وورات میں ساکا دا کے آفس والے  
ٹیپ ریکارڈر پر چڑھایا جا چکا تھا۔ اُس نے اُسے چلانے کا اشارہ کیا۔ محمد نے  
ٹیپ ریکارڈر کا سورج آن کر دیا۔ ریکارڈ کی ہوئی آواز مکرے میں ٹوٹنے لگی۔  
ایک بیساخستہ سی سکرہٹ فرآگ کے ہونٹوں پر نو دار ہوئی میکونکہ یہ ہر بندہ  
کی بجائے — عمران کی آداز بھی۔ وہ بحثت ہرنڈا ساکا دا اسے مخاطب  
ہوا تھا۔ لیکن عمران نے تو کہا تھا کہ اسے انھیں نہیں آتی۔ — بہر حال اس کا  
یہ مطلب ہوا کہ ساکا دا ہر بندہ اکی آداز نہیں بیجان سکتا۔ وہ ہوچتا رہا اور عمران  
کی عقلت دی پر عشق کرتا تھا۔ اس کی جات بچائی نے کاہی مناسب تریں طریقہ تھا۔  
اب ساکا دا اسے زندہ رکھنے پر مجبور ہو گا تاہم مقید کہ وہ اُسے ہر بندہ اکا صیحہ پرہ  
ہوتا دے۔

کال کے اختتام پر ساکا دا اُسے گھوڑا ہوا بولا۔ "اب کیا کہتے ہو۔؟"

"پسچ میری کھال اتار دت بھی نہ بتاؤں گا۔"

"تم پیاسے معلوم ہوتے ہو۔" ساکا دا نے نرم لمحے میں کہا۔

"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں۔!"

"میں ہمیں ضرور پلاؤں گا۔"

"اس دھم میں نہ پڑو کہ نئے میں مجھ سے کچھ اگلوں مکو گے۔"

"سن فراگ۔! اتحاری وجہ سے میرے کئی درجن آدمی صاف ہوئے ہیں

میں سب کچھ جھول جاؤں گا اگر تم مجھ سے تعاون کرو۔!"  
"ہو سکتا ہے! لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔"  
"میں نہیں سمجھتا۔! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"  
"تمہاری قیصری مجھے زندہ رکھ سکتی ہے۔"  
"صاف صاف کو۔"  
"میں فرانش کی گرفت میں آگیا ہوں۔"  
"کھل کر بات کرو۔"  
"ابھی اس کا وقت بھی نہیں آیا۔"  
"بیٹھ جاؤ۔!" ساکا دا سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔  
"میں پہلے بھی تم سے ڈھپ بول پکا اور لوئیسا کا ذکر کر چکا ہوں۔ نہیں کہ  
سکتا کہ ان لوگوں نے کہا جکر حلا یا ہے۔" فرآگ بیٹھتا ہوا بولا۔  
ساکا دا اسے خانوشی سے دیکھتا رہا۔ فرآگ پھر بولا۔ "ہم خواہ محظاہ آپس  
میں جھکڑا کر دیتے۔! نہ تمہارے آدمی مجھے کافی میں بھروسی کی داد دینے کی کوشش  
کرتے اور نہ تھاڑے خلاف چھکھلاہٹ میں بیٹھتا ہوتا۔"  
"تم خٹک کر رہے ہو۔.... مجھے عقل سے کام لینا چاہئے تھا۔"  
"ان لوگوں کا خیال ہے کہ فرانش کے مفاد کے خلاف کچھ ہو رہا ہے۔  
"بیماراہ ہر بندہ اکھر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔"  
"تم جانتے ہو کہ ہر بندہ اکماں ہے۔؟"  
"میں جانتا ہوں۔"  
"تو پھر مجھے بتا دو۔!"  
"تم اصل معاملے کی طرف تو ہم کیوں نہیں دیتے! ہر بندہ میں کیا رکھا ہے۔  
ہر بندہ ایک اسکیم میں شامل تھا جو قیل ہو گئی۔ اب وہ ہو کارو میں داخل ہوئے  
کوئی دوسرا ذریعہ تلاش کریں گے۔ وہی ہر بندہ اُسی بات تو میں اسے دوست

لہچکا ہوں۔ اس سے نہیں پھر سکتا خواہ تم مجھے اپنے شکاری کتوں سے سخا دو۔“  
ساکا و پھر کسی گھری سوچ میں ڈوب گی۔ تھوڑی دیر بعد کا ردز کی طرف  
موجہ ہو کر بولا۔ ”ہتھکڑیاں کھول دو۔“

فرانگ کے چہرے پر ہلے تحریر کے آثار نظر آئے پھر اُس نے خود رقبا پایا۔  
ساکا و اسے چوری سے دوسرا گلاس نکالا اور اس میں فرانگ کے نئے  
شراب اندر لیتے لگا۔  
”دوسٹی کا جام...!“ گلاس آگے سر کاتے ہوئے اس نے فرانگ کو مخاطب  
ساختا۔

”بشرط و فاداری۔!“  
”میں نہیں غلط سمجھا تھا۔“ ساکا و سمجھدی گئے بولا۔ ”تمانی کردی جائیں  
کرمت کرو۔!“

ڈاک نے گلاس اٹھایا۔ دونوں نے گلاس لکھائے اور بہ سوں پہ اسے  
دستوں کی طرح پینے لگے۔

”جاو۔...!“ ساکا و اسے کارڈنی کی طرف ہاتھا کر کما۔  
گارڈن کے چلے جانے کے بعد فرانگ بولا۔ ”میں نے ہر بندastے حضر اسی لئے  
حلقات بڑھائے تھے کہ کسی طرح ڈھپ و لوکا پر ہاتھ ڈال سکوں۔ تم تصور نہیں کر سکتے  
میں نے اس کے ہاتھوں لکھنی بڑی نکست کھاتی ہے۔ میں اس کی نکر میں مخفا کر تم  
بھی پڑے۔“

”بھول جاؤ۔ اس بکھوں کی وجہ سے جاؤ۔“ ساکا و بھج دزم لجھے میں بولا۔ ”لیکن  
بی رہن در جانتا چاہوں گا کہ میں نے اس سے شکست کس طرح لکھای ہی۔!  
”بُو سکتا ہے میں نہیں بتا دوں لیکن اس کی تسلیم پسند نہیں گروں گا۔  
یرے نے مر جانے کا مقام ہے۔“

فرانگ کا گلاس خالی ہو چکا تھا۔ دوبارہ بہریز کی کیا اور وہ ایک ایک کھنٹ

لے کر ڈھپ لوپکا کی کہانی دہراتے لگا۔ ساکا و اپنے غور سے سُن رہا تھا۔ اختتام پر  
بھرتی بھجنی آزادی میں بولا۔ ”مہیں پہلے ہی بتا دینا چاہئے تھا۔“  
” بتا نے کی ابتداء کی جو تھی تو تم تک لوپکا اور لوپکا نام کیونکہ پوچھتا  
لیکن تم قہوہ کے گھوڑے پر سوار تھے۔“  
”شامِ محجہ سے غلطی ہوئی تھی۔ اب تم ان دونوں تک میری رہنمائی کرو۔“  
ہماری دستی میں کوئی فرق نہیں آئے پائیگا۔ تم اپنا یہی بیان ہر مجھی کے سامنے  
دھرا دے گے۔ میں تھامے لئے معافی نامہ حاصل کروں گا۔ معافی نامہ کل کے لافیکتا  
میں شایع ہو گا اور تم یہاں آزادا نہ زندگی بسر کر سکو گے۔  
”ڈھپ لوپکا۔!“ فرانگ دانت پیس کر پڑھا یا۔

انھوں نے وہ جگہ چھوڑ دی تھی اور دھوپیں کے حصہ کی طرف بڑھتے چلے گئے  
تھے۔ غار کے دہانے سے نکلنے والے دھوپیں کا اخراج صرف تین ھفتے جاری رہا تھا۔ شام  
ہوئے ہی انھوں نے آگے بڑھنے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ عبد زڈاک کے قریب  
سے پھر نہیں ہلی تھی اور نہ وہ تین آدمی ہی وہی اپس اسے تھے جنہیں ہیلی کو پڑھ دھوپیں کے  
حصار کی جانب لے گیا تھا۔ غوطہ خوردوں کا ہیں کو پڑھ بھی پکھ دیر بعد ڈاک سے  
پرداز کر گیا تھا۔

اس وقت رات کے نوبتے تھے۔ پورا چاند بادلوں کے چھوٹے چھوٹے سفید  
ٹکڑوں میں آنکھ چھوٹی کھل رہا تھا۔ فضا کمپی تو شفاف چاندی سے بتا جاتی اور  
کبھی ایسا معلوم ہوئے لگتا ہے اس پر کمری ہلکی سی چالہ پھیل گئی ہو۔ بہر حال وہ  
دونوں ایسے راستے کا تعین پر آسانی کر سکتے تھے۔  
”بچھے تو ایسا لگتا ہے باس جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔“ جوزف پڑھا یا۔

”کیوں۔“ تمہارے لئے یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی تم کئی محنت میرے ساتھ رہ چکے ہو۔“ عمران بولا۔  
”ہاں۔....ہاں۔ کیوں نہیں۔....بوغاداں ہم اس سے بھی زیادہ خطرناک نہیں۔  
لن نہ جانے کیوں ایسا لگتا ہے جیسے دنیا اسی جزیرے سے شروع ہوئی ہو۔ دنیا  
بیٹھ کر زندگی کہنا چاہتے۔“

تم میں صبح سے عصوس کر رہا ہوں کہ تو فلسفیوں کے انداز میں موچنے لگا ہے۔  
جوزت پکھ نہ بولا۔ رات کا سناٹا اُسے اسالگ رہا تھا جیسے دریائے  
سینہ جریا کے بڑے بڑے آدم خوار مکہ مجھے آواز برینگتے ہوئے اپنے کسی غافل شکاری  
رف برداشت رہے ہوں۔

”باس کیا خیال ہے.... فراگ زندہ ہو گا۔“ اس نے چکھ دیجے بعد پوچھا۔  
”اُسے زندہ رکھنے کے لئے میں نے پرانہ ہرینڈ اکی طرف سے ساکا وہ کوچار ادا۔“  
”ٹھیک ہے! وہ اُسے جان سے نہیں مارے گا میکن ہو سکتا ہے اتنا سندیدہ  
داس پر کہ وہ ہمارے بارے میں سچی بات اُنکی دے۔“

”لیکن اُس پر اسی حد تک تسلیم کیا جائے گا۔“  
”اگر اس نے بتا دیا کہ ہم کہاں ہیں تو کیا ہو گا۔“  
”اس کے امکان کو میں نے نظر انداز نہیں کیا تھا ایک فراگ اتنا احمدی میں  
ہے کرت دے سے بخوبی کے لئے زندگی کا سودا کر سکتے گا۔ ساکا وہ اس وقت تک  
زندہ رکھ کا جب تک وہ اپنی زبان نہیں کھوتا۔“

”اُدھی قابل اعتبار نہیں ہے۔“  
عمران حلے چلتے رک گا اور جوزت کی طرف مرکر بولا۔“ تم شامِ نہیں جانتے  
لے اگر اُسے میری ایک حیثیت کا علم ہو جائے تو وہ بھی کوئی مار دے گا۔“  
”اوہ۔۔۔ کوئی ایسی بات بھی ہے۔“  
”ڈھپ بو پوکا۔!  
جو زفت نے مشیتی انداز میں ہدایت پر عمل کیا تھا۔

”یہ کیا بلایا ہے۔ تم ایک بار پہلے بھی اس کا عوالہ دے چکے ہو۔“

عمران اُسے ڈھپ پولو کا دالا داقعہ بتانے لگا۔ جوزت اواز سے بہت رہا تھا  
کہاں کے اختتام پر پھر جانے کیوں اچانک بخیدہ ہو گی۔ پھر تھوڑی دری  
بعد بولا۔“ باس۔۔۔ وہ دونوں خطرے میں ہیں۔“

”ظفر اور جمیں۔؟“

”ہاں۔۔۔ باس۔۔۔ کیا میں غلط کہ رہا ہوں۔ تمہاری اس کال کے بعد سے وہ  
خطرے میں پڑ لگے ہیں۔ پرانہ ہرینڈ اسے باڈی کا مر ڈنڈ کی حیثیت سے وہ اس کیسا مادہ  
فرانس سے آئے تھے۔ فراگ یہی تو جانتا ہے نا۔ فرض کر دیں پر تشدیک کیا جاتا ہے  
اور وہ وقتی طور پر اپنی جان پھرطا نے کے لئے کہہ دیتا ہے کہ ہرینڈ اسے باڈی کا مر  
پوچھو کر وہ کہاں ہے۔ میں تو نہیں جانتا۔ بیس پھر اسٹیم دربارہ ٹھیرا جائیں گے۔  
اور وہ دونوں پکڑ لئے جائیں گے۔“

”میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ دونوں بھی موکار دیبو پڑ جائیں۔“ عمران آہستہ  
سے بولا۔“ اس کال میں یہ مقصد بھی پوشیدہ تھا۔ دوسرے جب تم سور ہے تھے!  
میں نے ظفر سے رابط قائم کر کے دیا تھا کہ وہ اس کے لئے تیار ہے! اور میں نے  
اُسے یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہاں پونچکر اُسے کیا کرتا ہے۔“

”تب تو ٹھیک ہے۔“

عمران ڈھپ پولو کا کہاں سنانا کے لئے بیٹھ گیا تھا۔ اسی بہانے وہ  
دونوں پکڑ دیتے تھے۔

”بس اب اٹھ جاؤ۔“ عمران جوزت کا شانہ تھیک کر بولا میکن ٹھیک اسی  
وقت کسی ہیلی کو پہنچ کر گذا کر اہست سنائی دی۔

”یٹھ جاؤ۔۔۔“ عمران خود بھی زین پر گرتا ہوا بولا۔“ ہو سکتا ہے اور  
ہی سے گزرے۔“

جوزت نے مشیتی انداز میں ہدایت پر عمل کیا تھا۔

وہ دونوں سامنے والی چٹان کی ایک دراڑیں داخل ہو گرنظر دوں سے  
اوچل ہو چکے تھے۔

اب پھر دہی پہلے کاس سنا تھا اور دیر اتنے کی رات سائیں سائیں  
کہ رہی تھی۔

یہ دونوں چٹان کی طرف نکلاں رہے۔ غالباً میں منٹ بعد وہ دونوں  
سائے اس دراڑتے برا آمد ہوئے۔

انھیں ہیلی کو پیر کی طرف پڑھتے دیکھ کر یہ دونوں پھر اپنی پہلی پوزیشن پر  
پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔

ہیلی کو پیر کا بخ دوبارہ جا کا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ فضایں بلند ہوا اور جکڑ کاٹ کر اسی نعمت پر دازکر گی  
جھوڑ سے آیا تھا۔

”آہزوہ یہاں کیا کرتے آئے تھے۔ اس دراڑیں کیا ہے؟“ جوزف بولا۔

”دیکھ لیں گے.... آؤ...!“ عمران الٹک کر بائیں جانب پڑھتا ہوا بولا۔ لیکن  
جب تک میں نہ کہوں تاریخ ہرگز روشن نہ کرنا.... اور ہاں.... کھڑو.... تھیلے  
میں چھوڑے چلتے ہیں۔“

ڈھلان ناقابل عبور نہیں تھی۔ وہ بہ آسانی اس جگہ تک پہنچنے کے جہاں  
ہیلی کو پیر لئیں کیا گیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک دہیں رکے رہے پھر آگے پڑھتے اور عمران نے جھک کر  
یک پھر اٹھایا۔ جوزف نے آہستہ سے پوچھا۔ ”کیا ہے باس؟“

”پھر...!“

”پپ... پھر...!“

”ہاں پاگل ہو گیا ہوں.... تھے ماروں گا۔“

”اوے.... ہی.... ہی.... باس۔“

ہیلی کو پیر کی آواز قریب ہوئی جا رہی تھی۔ وہ ان سے کسی قدر فاصلے سے  
گذا۔ اس کا رُخ پو شیدہ گودی ہی کی طرف تھا۔

”ہو سکتا ہے اسی آبدوز سے اترنے والے داپس ہوئے ہوں۔“ عمران آہستہ  
سے بولا۔

”نن... نہیں باس وہ تو اسی طرف چکر لگا رہا ہے.... وہ دیکھو۔!“ پچھے  
ہیلی کو پڑھنے ایک لمبا چکر لیا تھا۔

”چپ چاپ پڑھے رہو۔... ذرہ برا برا بھی حرکت نہ ہو۔“ عمران بولا۔

ہیلی کو پیر اب اُن سے قریباً میں چار سو گز کے فاصلے پر نیچے اتر رہا تھا۔

”ہوشیار۔!“ عمران آہستہ سے بولا۔ ”پستول میں سائل نہ رکاو۔“

خود وہ بھی اپنا پستول بینھا لئے تھا تھا۔ وقتاً ہیلی کو پیر نظر دوں سے ادھل  
ہو گیا۔ وہ بائیں جانب والے نشیب میں کیس اتر گیا تھا۔

”اس طرف بھی کچھ ہے کیا؟“ جوزف پیر پڑھا۔

”دیکھیں گے۔“

تھوڑی دیر تک وہ ہیلی کو پیر کے بخ کی آواز سنتے رہے پھر اچانک  
ستھا پھاگا۔

”لیٹھے ہی لیٹھے کھک چلو۔“ عمران نے بائیں جانب اشارہ کیا۔

بوزٹ نہیں سے لگا ہوا کسی چھپکی ہی کی طرح دوڑ پڑا۔

وہ چٹان کے سرے تک چلے آئے۔ ہیلی کو پڑھنے تریا سوچت نشیب  
میں لیندا کیا تھا۔

دوسرے ہیلی کو پیر سے اُتر کر ایک جانب پڑھتے ہوئے نظر آئے ایک جگہ  
ان میں سے ایک نے تاریخ روشن کی۔

”اوہ بڑو۔ وہ اس دراڑیں داخل ہو رہے ہیں۔“ جوزف آہستہ سے بولا۔

”خاوشی سے دیکھتے رہو۔!“

خاموشی سے چلو۔!

کچھ دور آگے بڑھ کر ایک بڑے پتھر کی اوت سے عمران نے اپنے ہاتھ والا پتھر دراڑنگی طرف پھینکا تھا۔ سنٹے میں پتھر گئے کی آواز دودھ و رنگ پھیل بھی لیکن اس کا کوئی رد عمل نہ ہوا۔

آؤ۔! ”عمران آہستہ سے بولا۔“ تم دراڑ کے باہر ہی پھرنا۔“  
وہ بہت اختیاط سے آگے بڑھنے لگے۔

دراڑ دوڑھائی فٹ سے زیادہ پوڑی ہیں تھی۔ جوزت بلہمی روک گیا۔ عمران دراڑ میں داخل ہو کر چند لمحے بھی و حرکت کھرا۔ پھر اس نے پہلی طاری تکالی۔ روشنی کی پتلی سی لکیر اس کے پیروں کے پاس سے آگے رینگی چل گئی۔ راستہ ناہبواہیں تھا۔ وہ بے آواز چلنے لگا۔ دو حار قدم پل کر گک جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا جیسے یقین اور بے یقینی کی کشمکش میں بستلا ہو گئیہ اقدام سو دنہ بھی ثابت ہو گایا ہیں؟

کچھ دور جلنے کے بعد اس نے محوس کیا کہ جیسے وہ درتے سے گزر کر کسی بہت دسیع اور کثادہ غار میں پوری گیا ہو۔ طاری کی روشنی کی پتلی سی لکیر نہ ہے میں کم ہو کر رہ گئی۔

ٹھیک اسی وقت اس نے کسی کے کھانے کی آواز سنی تھی اور پتھری سے زمین پر لیٹ گیا تھا۔ کھانی پھر سناتی دی۔ غالباً وہ کوئی عورت تھی۔ بائیں جانب سے آواز آئی تھی۔

طاری روشن کیے بغیر وہ اسی طرف رینگنے لگا۔

”کون ہے؟“ نہوان آواز تھی۔ سوال انگریزی میں کیا گیا تھا۔

”یہاں کوئی جذبی تو آئنے سے رہا۔“ عمران بھرا ہوئی آواز میں بولا۔

”بھیں... بھیں... بھیں۔! ہرگز بھیں مجھے اس طرح بھی خوفزدہ نہیں کیا جاسکتا۔“

نہوانی آواز پھر آئی اور اس کے بعد کھانیاں۔

عمران رینگتا ہوا آواز کے قریب ہوتا جا رہا تھا اور پھر اچانک اس نے طاری روشن کی اور پتھر رہ گیا۔ روشنی کی لکیر ایک بڑے سے پتھر سے پرمنگ ہی تھی اور وہ لڑکی اُس پتھر سے میں بند تھی۔ کئی پتھر سے اور بھی نظر آئے تیکن وہ خالی تھے۔

اس نے ایک بار پتھر نڈکی کے پتھر سے پر روشنی ڈالی۔ کسی سفید فام نہیں سے تعلق رکھتی تھی۔ بیاس شکستہ تھا اور آنکھوں کے گرد حلکے نظر آرہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ بہت زیادہ بیمار ہو۔

”کیا تم یہاں تھا ہو؟“ عمران نے انگریزوں کے سے بجھے میں بجھا۔ ”مجھ پر کوئی فریب نہیں چل سکتا۔ میں تم پر تھوکتی ہوں۔ مجھ بھی مار ڈا لو اور میرے باپ کو بھی مار ڈا لو۔“

”تم غلط بھی ہو! میں ان میں سے نہیں ہوں۔“

”یہاں ان کے علاوہ اور کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔“

”دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں۔ یقین کرو۔ میں یہاں کے مظلوموں کا دوست ہوں۔!“

وہ کچھ نہ بولی کیونکہ کھانیوں کا دورہ پڑ گیا تھا۔

عمران نے طاری روشن کی اور پتھر سے کا جا سزہ لینے لگا۔ پتھر مغلب تھا۔

”صرف اتنا بتا دو کہ وہ دونوں پھر و اپس تو نہیں آیں گے۔“ عمران پے پوچھا۔

”میں تمہاری باتوں میں نہیں آسکتی۔“

”میں اس لمحے پر چور ہا ہوں کہ اطمینان سے اس کچھ کا قفل کھول سکوں۔“

”تم آخر ہو گوں؟ میں نے یہاں کسی کو بھی اتنی شاستگی سے انگلش

لئے نہیں سُنا۔“

"لیں ایک دوست سمجھو۔ مجھ پر اعتماد کرو۔"  
مودہ کل جی کسی وقت آئی گے لیکن مجھے نہ مدد نہ پائیں گے۔ رطکی نے کما  
اور پھر کھاتے تھے۔

عمران نے قفل پر رمشتی ڈالی اور جیب سے فاد نہنٹ پن کی ششک کا کوئی  
افزدہ نہ مکالا۔

"تمیں کیا خلیف ہے؟" اس نے قفل پر ہاتھ صاف کرتے دلت رٹکی  
سے پڑھا تھا۔

"میں بھروسے ہوں۔ المفوں نے تین دن سے مجھ پر کھانا اور یانی بند کر کھاہے  
اوہ ہو۔ تو تمیں سرزادی کی ہے۔"

رٹکی کچھ تھوڑی۔ اتنے میں قفل بھی کھل گیا۔ اس نے کچھ کادر دوازہ کھو لئے  
ہوئے رٹکی سے کہا۔ "ملک آؤ۔"

وہ لٹکھرا تھے ہوئے قدموں سے باہر آئی تھی۔ عمران نے سوارے کے لئے  
اپنا بارزویش کیا۔

"میرا سر جو کہا ہے۔ میں جیل منیں سکتی۔"  
کیا میں تمیں اٹھاؤں۔"

"خوبی۔" وہ اس طرح اس کا بازو دھوڑ کر دوڑہٹ کی بیٹے اس نے  
کوئی بست نامناسب کھاہلا اور پھر وہ گھر ہی پڑی تھی۔

عمران نے اس کے چہرے پر رمشتی ڈالی۔ رٹکی کی آنکھیں بند ہیں اور  
دہ رک رک کر مالیسی لے پہنچی۔

اس نے اس کی پیٹانی تھیک کر آوازیں دیں لیکن وہ تو بوش  
ہو گئی تھی۔ عمران نے اسے اٹھا کر کامنے کے لئے مدد لے دی۔ اور دیہنے پاٹھ سے ٹاپڑ  
رمشتی کے ہوئے درسے کے دہانے تک آپسونجا۔

"یہ میں ہاں بیوی بوزفت۔" اس نے اطلاع دی۔

"او کے بارے۔" بوزفت اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
"چھوٹے ہائے چھوٹے۔"

"او ہو۔... یہ کیا اٹھا رکھا ہے؟"

"وہی بوجھدیں ہے۔ یہاں بھی ایک رٹکی ہائے چھوٹے ہے۔"

"بھولی بھوئی نہیں ہے کیا؟"

"بھولے گی۔... بھولے گی۔... فدا ہوش تو آئے دو۔"

"میں نہیں۔... سمجھا۔"

"چلتے رہو۔... اوندنی الحال اوندنی کوئی ایسی پناہ گاہ تلاش کرنے کی  
کوشش کر دکھم اپنے سے نہ دیکھ جاسکی۔"

لھوڑی سی تلاش کے بعد اینہیں ایک ایسی جگہ لگئی تھی۔ عمران نے بیوشاں  
رٹکی گزین پر ڈال دیا اور بوزفت سے بولا۔ "کھلے یہی اٹھا لاد۔" بیہت سن دن  
سے بھوکی پاسی تھی۔ لفاقت اس حال کو بپنیا دیا۔

اس کے جانے کے بعد وہ رٹکی کو بیوشاں میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا تھا۔

ٹھنڈی ہو رکے جھونکتے ہیں اس میں محمد و معاذن ثابت ہوئے اور رٹکی جلد ہی بیوشاں  
میں آگئی۔

"تم۔۔۔ میں کہاں ہوں؟" وہ بھرائی بھرائی آوازیں بوئی۔

"میں تھیں اس فارسے نکال لایا ہوں اور اب تم تکھلے آسمان کے نیچے ہو۔

میرا ساتھی سامان یعنی کے لئے گیا ہے۔ جلد ہی ہم تھیں کچھ کھانے پیئے تو  
دے سکیں گے۔"

"ایسی چاہوں سے بھی تم دگ کام نہ نکال سکو گے۔"

"رٹکی تمیں یقین کیوں نہیں آتا کہ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جنہوں نے

محیض اس حال کو پوچھا یا ہے۔"

"پھر تم کون بجز۔؟"

زمیں دوزہ بہائش گاہیں بنائی ہتی ہیں تو پھر اس دھوئیں کا اہتمام کرنے کی  
کیا ضرورت تھی۔“

”وہ دھوان تو اس نہ ہے کہ کوئی قدی ذرا رہنے کی کاشت نہ کرے بلکہ  
مخضوں آدمیوں کے علاوہ اور کوئی دھوئیں کے اس گھرے کو پار نہیں کر سکتا۔“  
”بات صحیح ہیں نہیں آئی۔“

”جو کوئی اس دھوئی سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے جل کر بھیسم ہو جاتا ہے دھوئیں  
میں بھیلیاں ہی کو نہیں ہیں اور جھٹکا کر آدمی کو کوئی بنا دیتی ہیں۔“

عمران کچھ لکھنے ہی والا تھا کہ بوزٹ واپس آگئا۔

”یہ دیکھو! اگر بیٹے کبھی تم نے کوئی مادری دیکھا ہو!“ عمران نے کہہ کر  
بوزٹ کے چہرے پر طاری کی روشنی دیا۔

”ہاں.....ہاں۔!“ راکی بھرا ہوئی آدازیں بولی۔ اب تم اپنی شکل  
بھی دکھاؤ!“

محمد دروشنی کا دائرہ بوزٹ کے چہرے سے عمران کے چہرے پر منتقل ہو گیا۔  
”نہیں۔ اتم ان میں سے تینیں علوم ہوتے وہ سب پڑپتی ناگوں دانتے

زرد لوگ ہیں۔“

”جاپانی۔!“

”ہاں.....سفاک اور فونخوار لوگ۔!“

”خیر۔ اب تم پہلے کچھ کھاپی لو۔۔۔ شراب کے بھی صرف دو گھنٹے بل  
سکیں گے۔!“

”میں شراب نہیں میتی۔ میرا باب پھی نہیں پتا۔“

”یہ ایچھی بات ہے۔“

ڈیپے میں محفوظ کی ہوئی غذائے پیٹ پھر لینے کے بعد وہ ایک بار پھر  
بلے حس درجست ہو گئی لیکن بھیوٹی کا دتفہ قلیل تھا۔

”پسلے تم اپنے بارے میں بتا دے۔!“

”اتساہی پتا دو کہ تم کہاں کے باشندے ہو!“

”آدھا انگریز سمجھو۔!“

”آدھا سے کیا گمراہ ہے؟“

”اسکورڈ کا طالب علم رہ چکا ہوں اور میرے کئی دوست انگریز ہیں سارے  
خواب انگلش ہی میں دیکھتا ہوں؟“

”مجھے باقوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو۔ بھوکی پیاسی مر جانا کو ارادا ہے  
لیکن وہ نہ ہو سکے گا جو تم چاہتے ہو۔“

”تم نیوزی لینڈ کے باشندے ہیں۔ میرے ساتھ ایک مادری پرست  
بھی ہے ہم اپنے ایک ایسے آدمی کی تلاش میں آئے ہیں جسے انزو دیکایا ہے۔“

”کون ہے وہ؟“

”نیو کلیر سائنسٹ ڈاکٹر گراہم پولاٹ۔!“

”اوہ..... میرا باب پھی۔ نیو کلیر سائنسٹ ہی تو ہے اور ہم دونوں کو  
بھی انزو دیکایا تھا۔ ہم کنیڈین ہیں اور صرف تفریق کے لئے آئے تھے۔ وہ میرے باب  
سے جاؤ رہوں کی طرح کام لئتے ہیں۔“

”لیکن نہیں یہ سڑاکوں ملی۔!“

”وہ چاہتے تھے کہ میں ان لوگوں کی تفریق بن جاؤں لیکن میں نے سختی سے  
انکار کر دیا۔ کبھی رڑکیاں ان کی بھیت چڑھ گئی ہیں۔ جو اس پر تیار نہیں ہو تویں

انھیں اس تاریک اور دربران غار میں قید کر کے بھوکا پیاسا ساد کھا جاتا ہے۔ اس وقت

بھی وہ معلوم کرنے کے لئے آتے تھے کہ میرا دماغ درست ہوا یا نہیں۔!“

”اس سے پسلے تم کہاں تھیں؟“

”زیس دوزہ بہائش گاہیں ہیں جن کے اوپر گمراہ دھوان چھایا رہتا ہے۔“

”دھوان غالباً اس نے ہو گا کہ وہ دیکھنے نہ جا سکیں لیکن جب انھوں نے

جوزف نے اب خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تھوڑی دیر بعد رٹکی سخیت سی آواز میں بولی۔ ”اب مجھے نیند آہی ہے۔“

”تھوڑی سی باتیں اور ہر جائیجی تو کیا حرج ہے؟“ عمران نے لمحے میں الجما کا انداز پیدا کر کے کہا۔

”ضرور... ضرور!“

”آخر دوگھ میں سے کس طرح گندتے ہیں؟ تم بھی اسی سے گذرا کر یہاں تک پہنچی تو؟“

”دھوئی سے گذرنے کے لئے وہ اک خاص قسم کا بیاس پہنچتے ہیں۔ مجھے بھی پہنا یا لگا تھا۔ ہر روز اُسے واپس لے چکتے تھے۔“

”اوہ... تو ان کے چہرے بھی چھپ جاتے ہوں گے اس بیاس میں؟“

”ہاں۔ آنکھوں کی جگہ ان میں شیشلے ہوئے ہیں۔“

”اس وقت بھی وہ اس دھوئی بھی سے گذرا کر آئے ہوں گے۔“

”ہاں۔ ان کے جھوبوں پر وہ بیاس موجود تھے۔“

”تمہارے لئے بھی لائے ہوں گے اس موقع پر کشاور تھمارے خالات تبدیل ہو گئے ہوں۔“

”ہو سکتا ہے۔“

”تب پھر میں تم سے استدعا کروں گا کہ ایک رات اور اسی پیغام سے گذرا لو۔“

”لک... کیوں۔؟“

”میں اُن سے وہ بیاس حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

”اب میں سمجھ گئی... پھر یونہار میں بیکن مہم وہ آدمی کیا کر سکو گے۔“

”تم کیا جاؤ کہ ہم صرف دوہیں یا دو ہزار...“

”اچھا... اچھا... میں تم سے متفرق ہوں۔ ایک رات اور سی۔!“

”بہت بہت شکر کر! لیکن کیا وہ صرف رات ہی کو آتے ہیں۔“

”ضروری نہیں ہے... مگر دن میں آئے تھے۔“

”بس بھیک ہے۔ میں نہیں کھانے پینے کے لئے کچھ اور بھی دوں گا تاکہ تم کل کا دن گذار سکو۔!“

”میں تیار ہوں۔ بھوکی پاسی رہ کر بھی ان درندوں کے خلاف جنگ کر سکوں گی۔ دھوئی کے چہرے کے اندر کی بستیری جھکیں یہری دیکھی بجا ہیں اور انھوں نے کچھ عمارتیں اور تفریق گاہیں بھی بنائے ہیں جماں کام سے فارغ ہو کر عیش کر رہے ہیں۔ دو میں عمارتیں خالی بھی پڑی ہیں۔“

”اور دہاں ہو کیا رہا ہے؟“

”کوئی انہتائی تباہ کرنے والے کیا جا رہا ہے۔ ایم بیم سے بھی زیادہ خطرناک اور وہ زیادہ تر سہر و شام کی بات کرتے رہتے ہیں۔ جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سلام کرنے کی بجائے ایک کتاب ہے“ داشنکلٹن کی تباہی“ اور وہ سراکتا ہے۔...

”قریب ہے۔!“

”اُوہ۔!“

”انھوں نے بسیرین قسم کے دماغ دنیا کے مختلف حصوں سے اعوان کئے ہیں اور ان سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔ میں نے کئی بڑے سائیلند انوں کو ان کے باہم چوپن پڑھنے بھی دیکھا ہے۔!“

”عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی کھری سوچ میں تھا۔“

”گفتگو انگلش میں ہو رہی تھی اس نے جوزف بھی سب کچھ سن اور سمجھ سایقا لیکن اُس نے اپنی زبان نیندی کر کھی تھی۔“

”تھوڑی دیر بعد رٹکی پیغامی پیغام سے بھوکچا دیتی تھی اور یہ دفعہ درسے کے قریب ہی کوئی معمولی سی لکن کاہ ملاش کرنے لگے۔ جو زیرے کا یہ حصہ دردیں اور قادروں سے اگاہ تھا۔ جلدی انھیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو گئی۔“

”دوسری دن تھکا دیتے والا تھا۔ اور یہ تھکن سو فیصد ذہنی تھی جس نے

جسمان اض郇ال میں بھی بستلا کر دیا تھا۔ انتظار اسی طرح تکلادیتا ہے۔ وہ میلی کو پڑھ کی دلائی کے منتظر تھے۔

پورا دن گزر گیا۔ انھر اچھلے لگا تھا کہ اچانک انھوں نے ہمیں کو پڑھ کی آواز سنی۔ عمران نے پتھے سے ڈارٹ گن نکالی۔

”ہو سکتا ہے ان کے بنا سے کامیاب تھا لے دیں۔“ جوزف بربادیا۔

”دیکھیں گے۔!“ عمران نے لاپرواہی سے شاون کو جینش دی۔

ہمیں کو پڑھ کر نہ رہتا پورا مغرب کی طرف چلا گا تھا۔ عمران نے طویل سانس لی اور منھ چلانے لگا۔

”اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے بسا کہ فراگ نے ہمارے بارے میں سب کچھ انگل دیا ہے۔ اور یہ بڑا کمیں پھانسے کے لئے چارے کے طور پر استعمال کی جا رہی ہو۔!“ جوزف بولا۔

”سب کچھ ممکن ہے! لیکن ہمیں کسی نہ کسی طرح کام تو متعدد ہی کرتا پڑے گا۔ جب بازی داشت ہو تو ٹکھی کبھی انہی چال چلنی ہی پڑتی ہے۔“

”مجھے غلط نہ سمجھو بسا۔ میں خائف نہیں ہوں۔“

”ہمیں مزید انتظار کرنا پڑے گا۔“

”آساتبا دبا۔ اس روکی نے شراب تو نہیں ما انگل تھی۔“

”نہیں۔! تمہاری شراب محفوظ رہے گی۔ وہ نہیں سیتی۔“

”خدا اس کی عمر میں برکت دے۔“

”تیرے پر ہر بھی اس دیرانے میں آکر کھل رہے ہیں۔“

جوزف صرف دانت نکال کر رہا گا۔

آخر انتظاری گھر طیاں بھیک اٹھی دقت ختم ہوئی تھیں جس وقت پھلی رات کو انھوں نے ہمیں کو پڑھ کی آواز سنی تھی۔ پتھے تو وہ ہمیں سمجھے تھے کہ شاید مغرب کی جانب والے ہمیں کو پڑھتی دلائی ہوئی ہے لیکن جب انھوں نے اسے

نشیب میں اترتے دیکھا تو لوری طرح تیار ہو گئے۔

”خاب طلاق یہ ہو گا کہ پتھے انھیں دراڑی میں جانے دیا جائے۔“ عمران جوزف کے کان میں بولا۔ ”اور ہم ہمیں کو پڑھ کے قریب جا چھیسیں اور جسیے ہی انگی دلائی ہوں ایک ایک سنبھال یا جائے۔“

”میک ہے بس۔!“

ہمیں کو پڑھ سے آج بھی دوی اٹھے تھے لیکن ان کی تعداد اس سے زیادہ بھی ہو سکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ کوئی ہمیں کو پڑھ بھی میں بیٹھا رہا ہو۔

جسیہی دہ دونوں درسے میں داخل ہوتے عمران پھر وہ دوڑیں کی اوٹ لیتا ہوا ہمیں کو پڑھ کی طرف بڑھنے لگا۔ جوزف اسی کے پتھے ہل رہا تھا۔

یہ اطمینان کر لینے کے بعد کہ ہمیں کو پڑھ بالکل خاتی تھے دونوں نے اپنی اپنی پوزیشن سنبھال لی۔

پندہ یا میں منت بعد ان دونوں کی دلائی ہوئی تھی اور جسیے ہی دہ ہمیں کو پڑھ کے قریب پہنچے ان پر قامت لوٹ پڑی۔

بعد میں عمران نے خال ظاہر کیا تھا کہ وہ بے خبری کی بنا پر مارے گئے درہ دونوں پڑھے جاندار تھے۔ مشکل ہی سے فاپیں آئے۔

ارادہ مارڈا لئے کامیں تھا لیکن اس بنا سے جو زفت اور عمران اسی حذف کاں کی گردیں نہیں دیا سکتے تھے کہ وہ صرف بہوش ہو جائے۔ جب تک وہ پچھلے کے لئے جدد جدد کرنے رہے تھے گردنوں پر دیا بھی بڑھتا رہا تھا۔ پھر انھوں نے ان کی لاسٹیں کانہوں پر اٹھائی تھیں اور درسے کی طرف چل پڑھے تھے۔ درسے ہی میں ان کے مخصوص بنا سے ان دونوں کے جھیوں پر منتقل ہوئے۔

”مک... کیا... تیسرے اجوڑا بھی موجود ہے؟“ بڑا کی نے پوچھا۔ دہ بہت زیادہ پریشان حکوم ہوئی تھی۔

"ہیلی کو پڑھیں تلاش کریں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم اپنے افسوس مارڈالا؟"

"غاب مردی لگئے۔"

"محبہ دکھاؤ۔"

"تم اپنی بیک ہماری طرف سے مطمین ہو سکیں۔ جوزف لاشون پر زشنی ڈالو۔"

جوزف نے تاریخ روشن کی اور یہ کی جھک کر اپنی دیکھنے لگی۔

"م... مارکیوں ڈالا۔" وہ بالآخر پائیتی بدنی بچوں کیتی۔

"ارادہ نہیں تھا.... اتفاقاً مر گئے۔"

"تواب ان کا کیا کرو گے۔"

"یہیں چھوڑ جائیں گے۔"

ہیلی کو پڑھک پہنچتے ہوئے لڑکی ہمارا دینا پڑا۔ وہ پھر بڑھ کر دانتے ہیں۔

"ای کیا صیبت آگئی! آج تو تم بھوکی بھی نہیں، ہر۔" عمران نے کہا۔

"لک... پکھنیں... وہ دنوں میری دیہ سے مارے گئے۔"

"ہم ہیاں امن کا نفر نہیں میں شرکت کرنے نہیں آئے۔" لڑکی کھپڑے بولی۔ ان بیاںوں کے صریحیت میانے بھی جاسکتے تھے لہذا ان کے سے کھٹے ہوتے تھے اور وہ پہ آسانی ایک دوسرے تک اپنی آوازی پوچھا سکتے تھے۔ عمران کے اندرازے کے مقابلے تیسرا بیاں ہیلی کو پیر میں موجود تھا، لڑکی نے اسے سہن لیا۔

جوزف تین گاہ سے سامان کے تھلے اٹھا لایا اور عمران نے لڑکی سے۔

"اب ہماری کامیابی کا اختصار تم پہھچے۔"

بھروسہ ہیلی کو پڑھ پہنچتے بیٹھتے تک کہ کچھ سوچنے لگا۔

"یہ مناسب تو نہیں ہے کہ ان دونوں لاشوں کو ہم یہیں چھوڑ جائیں۔"  
اس نے چکھ دیر بید کہا۔

"تو پھر کیا کرس بس؟" جوزف بولا۔

"یہ بھی یہی چوری رہی ہوں گہ ان کے غائب ہو جانے کے بعد انکی تلاش یہیں سے متوجہ ہوئی۔ کیوں نہ ان لاشوں کو سندھ میں پھینک دیا جائے؟"  
"مرکاروں کا ساحل چھوڑنا بھی مناسب نہ ہو گا۔"  
"یہ نہیں سمجھیں۔"

"مطلوب یہ کہ میں ہیلی کو پڑھ کر سندھ کی طرف نہیں لے جانا چاہتا۔"  
"وہ تو تمہیں پانی پر سے کذرا ناہی پڑے گا۔ آگے قریباً دو فلانگ بسا ایک کٹا ڈھہنے اسی پر سے کذرا کہ ہیلی کو پڑھ دھوئیں کے تھیرے کی طرف جائے گا۔"

"تب تو تھیک ہے۔" عمران نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ "ہم ان لاشوں کو اٹھاتے لائے ہیں۔"

"تم یہیں ٹھہر و بس۔ میں دونوں کو ایک ایک کر کے اٹھا لاؤں گا۔"  
جب وہ چلا گیا تو لڑکی خوفزدہ سی ہنسی کے ساتھ بڑی۔ "یہ مادری بہت چالاک ہلکوم ہوتا ہے۔ اس نے سوچا کہ کہیں دونوں کی عدم موجودگی سے فائدہ شاکر ہیں تھے ہی فرار نہ ہو جاؤں۔"  
"کیا اسے نہ سوچنا چاہئے؟" عمران نے سوال کیا۔  
"حضر و سوچنا چاہئے۔"

عَامَ نِسْ بُرْبَارَا—بَهْتُ كُوشِشِ كَيْ لَنْيِي هَيْ؟

كَوَالُ قُويْرِيْ ہے کہ صرف ہم دلوں ہی محفوظا رہ کر کیا کریں گے جب کہ عمران  
صَحَّاتِ اینی زندگی ان خطرے میں ڈال جکے ہیں اور پھر تھارے اس سفر کا مقصد  
کَتَلَ عَجَمَ موکارو کی سر زمین پر قدم رکھ لکیں۔

مَكْتَأَ كَيْ چاپَتَے ہُو—؟

عَمَ قَدِيدَيِي بنَ كَرْبَلَى موکارو جانا پسند کریں گے؟

عَزَّوتَ كَيْ گھَاثَ اتَارِ دَيْنَيْسَ كَيْ گَنْهَنَقَ تو....؟

عَمَ كَنْيَهِ سَفَرَ اسَلَيْهِ اینیں کیا عَقاَكَ زَنْدَهَ رَهْبَنَیَ کَيْ گَرْ سِیْكَلَ مَکِیْسَ؟

عَمَ وَكَ عَجِيبَ، بَر—!

عَمَ حَمَادَاجِیْفَ وَهَابَ ہَم.... خَوَاهَ دَهْ جَبَّتَمَ ہَیْ کَبُوْنَ تَهْ بَر—

عَمَ سَارِیَ مَرْضَنِی—؟، لَوْسَیَا خَشَکَ لَبَخَ مَیْسَ بَوَانِ۔

عَمَ وَکَ لَکَنْهَنَیَهِ بَنِیْنِیں لَذَرَ اتَحَاکَ لَوْسَیَا کَيْ خَدَشَاتَ حَقِيقَتَ بَنَ گَنَّ۔

عَمَ لَشَقَنَ لَشَقَنَ لَنَے اَكَ بَارِ بِرَاسِیْمَرَ کَوْلَکَھِرَلَا۔

عَمَ لَشَقَنَ پَرْ فَرَأَكَ دَکَھَانِ دِیْجَوْ مَایِکَرَ فَوَنَ پَرْ کَمَهْ رَهْ بَلَحَا۔

عَمَ سَاحِقَوْنَ لَنَیْتَ اَنْ کَشِتوْنَ پَرْ مَنْقَلَ کَرْ دِیْجَا جَانَے۔ حَكْمَتَ فَرَانِسَ پَرْ صَرِیْ

عَمَ سَاحِقَوْنَ کَیْ کَوْنِیْ ذَمَهْ دَارِیَ نَهِیْ۔ مَیرَے سَاحِقَوْنَ مَیْسَ پَرْسَ پَرْ بِنَدَلَا

عَمَ کَارَوْزَ بَلِیْ شَاملَ ہَیْں۔

عَمَ کَيْ جَالَ ہَے؟، لَظَفَرَنَے اَمَّ بَنِیْ سَے سَوَالَ کیا۔

عَمَ وَهَ ہَے دَبِیْ مَیرِیِ جَنْتَ ہَے خَوَاهَ مَیرَے حَسَمَ کَارِنَیْشَ رَلِیْشَ الَّگَ کَرْ دِیْجَا جَانَے۔

عَمَ وَکَرْ کَتَابُونَ کَاسَ کَسَلَلَے مَیْسَ اَتَنِیْ جَذَبَاتِ تَبَنَزَ۔

عَمَ مَیرِی اَپَا حَالَمَهَ ہَے۔ مَیْسَ قَوَاسَ سَے اسَ کَبُنِیْ خَوَابَنِیْنِیں ہُوْنَ کَدَه

عَمَ مَیرِی اَتَکِیْنَ اَسِیْ مَیْسَ ہَے کَمِیْ اَسَے چَابِتَیَ ہُوْنَ۔

عَمَ غَرِرَتَیَ يَافَةَ وَكَ اَبَلِی زَنْدَهَ ہَو۔ لَظَفَرَنَهَنَدِیَ سَالَنَیَ لَمَ کَبُولَا۔

اَمَّ بَنِیِ بَهْتَ پَرْ لِشَانَ بَقَیَ۔ پَرْ لِشَانَ کَا بَاعْتَ فَرَأَکَ تَحَا۔ اَسَ لَنَے سَبِیْرَ  
موکارو دَوَالَے اُسَسَے پَکْرَطَنَے گَئَتَے بَتَتَ۔ اُسَسَے فَوَتَ تَحَا کَ لَنِیْنَ وَهَ عَمَرَانَ کَيْ نَشَابَدَ  
نَدَرَدَے۔

مَیرَا خَیَالَ ہَے کَدَه اَسِانِیْنِیں کَرْ رَهَ گَا۔ لَظَفَرَنَے کَمَا۔

عَمَ اَمَّ اُسَسَے نَهِیْ جَانَتَے۔ کُوْنِیْنِیں جَانَتَا کَدَه کَبَ کَیَا کَرْ گَزَرَے گَا؟

لَظَفَرَنَهَنَدِیَهِ بَیِیِ دَالَالَتَحَا کَ لَکِیْنِیں کَ طَفَتَ سَے اَسَ کَیِ کَالِ ہَدَیِ اَورَوَه اَمَّ بَنِیْ  
کَ لَکِیْنِیں سَے نَلَنَ گَرْ کَلِیْنِیں کَ لَکِیْنِیں کَ طَفَتَ چَلَ پَطاً۔

کَلِیْنِیں تَهْنَا اَنِیْسَ تَهَا۔ کَلِیْنِیں مَیِں لَوِیَا بَلِیْ بَرِوْدَتَقَیِیِ اِسَنَے لَظَفَرَنَوْ دَبِیْجَتَیِیِ کَ

عَامَ اَبَ بَلِیْ موکارو دَسَتِیْسَ مَیِں کَ فَاصَلَ پَرِیْ ہَیِں۔ بَچَلِیِ رَاتَ عَمَرَانَ کَیِ کَالِ آنِیَ بَقَیَ۔  
اُسَسَے دَھُونِیِ کَ حَصَارَ مَیِں دَاخَلَ ہَوْنَے کَیِ کَوْنِیِ رَاهَ نَکَالَ لَیِ ہَے اَسَ کَے

بَعْدَ سَے بَھِرَ کَجِیْنِیں مَحَلَومَ ہَوْسَکَا۔ دَوَسَرِیِ اَبِمَ بَاتَ یَهَے کَ جَوْلَوْکَ فَرَأَکَ کَوْلَجَوْ لَے  
لَکَهَتَهَ دَه اَسَ کَ عَلَادَه اَوْرَکِیِ کَوْنِیْنِیں پَجَانَتَهَتَهَتَ۔ مَیِں نَے فَوَدَ دَیْجَاتَاً اَسَ

لَے اَخَارَ مَیِں جَبِیِ ہَرَوِیِ لَصَوَرِیِ دَیْکَوْ دَیْکَوْ کَ فَرَأَکَ کَ شَنَاخَتَ کَیِ بَقَیَ۔ اَهَدَا ہَوْسَکَتَ  
ہَے کَ اَبَ تَمَّ فَوَکَوْ کَیِ بَلِیْ بَارِیِ آجَاءَ۔ فَرَأَکَ کَ سَائِقَوْنَ سَے ہَمِیْنِ کَوْنِیْ

مَیِں نَهِیْسَ سَبِحَاتَمَ کَيْ لَهَا جَاهِیْتَیِ ہَو۔

عَمَکَ اَپَ... اَلِیْمِکَ اَپَ کَ فَرَأَکَ کَ سَانَقَتِ بَلِیْ تَهَارِیِ شَنَاخَتَ نَرِکِیْکَ

عَمَنِیْ ہَمَ فَرَأَکَ کَ سَائِقَوْنَ کَ ہَمَرَاهَ موکارو دَنَہَ پَرِیْ پَخَ سَکِیْنَ۔

ہَانَ۔ مَیِں بَلِیْ کَمَهْ رَهِیِ لَتَقَیِ۔

اَسَ سَلَلَے مَیْسَ عَمَرَانَ صَاحِبَ کَ ہَدَایَتَ ضَرُورِیِ ہَے۔ اَنَ سَے رَابِطَ قَامُ کَرَدَ

”لوئیا نے بہت کوشش کی تھی ظفر اور جمیں ان کشیوں پر نہ جائیں لیکن  
یہ دفعوں میں نامنے تھے۔  
”ان لوگوں نے تینی روکنے کی کوشش تو نہیں کی؟“ فرماں نے ظفر کو گھوڑے  
ہٹھے پوچھا۔  
”بھدا وہ کیوں روکنا چاہتا تھا۔ وہ کیا جانتی کہ ہم کون ہیں۔ ہم نے اس سلسلے  
میں ان سے کوئی گھٹکوں نیں کی۔“ ظفر نے جواب دیا۔  
”یہ تم نے بہت اچھا کیا۔“ فرماں کاشانہ تحکم کر بولा۔  
”تجھے اچیرت ہے کہ آپ فوری ہمیں لینے آئے ہیں۔“  
”ارہ۔ ساکا دا کو مجھ پر سہراں ہوتا ہی پڑا ہے۔ شادم نے عمران کو اگاہ  
کر دیا تھا۔“

”ظاہر ہے۔“  
”لیکن انہوں نے تو تمارے صبی طریقے پر بھی قبضہ کر دیا تھا۔“  
”وہ پھر میرے قبضے میں آگیا تھا۔ اس کے لئے مجھے پوری کرف پڑی تھی۔“  
”ہبڑوں... تو عمران کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں ساکا دا کی قبضہ ہبڑوں تو اس نے  
پس ہر بندگی حیثیت سے ساکا دا کال گرانا شروع کیا۔ اس طرح میری جان بڑک  
تک ہے ساکا دا بمحضہ ہے کہ مجھے ہر بندگی مکین بکاہ کا علم ہے اس لئے مجھے اس وقت  
تک مدد ڈالنے کی بہت نیس کر کے گا جب تک کہ ہر بندگی اکا پتا نہ معلوم کر لے۔  
اگر تم سے پوچھے تو تم بھی سی کہنا کہ آنر سیل ڈیٹی فرماں کے علاوہ اور کوئی نہیں  
جانتا کہ پرنس کہاں ہے۔“

”بہت بہتر جواب۔ بلیکن کیا آپ سچ چیزی ہیں؟“  
”یہیں۔ بلیکن مجھ پر کوئی پائیدی نہیں ہے۔ اس سلسلہ دادشاہ سے بھی مجھے  
معافی دلوادی ہے اور میں نے ساری الزام ڈھنپ دیا کہ رکھ دیا ہے۔“  
”یہ کون ہے جواب۔“

”اپنے کام سے کام وکھوئے۔“ فرماں نے اچانک گرم ہرگیا۔  
”بہت بہتر جواب۔“

”ستھان دہاں آزادت میں سکھا چکیں اور تم لوگ بھی قیدی نہ ہو گے۔ لیکن  
یہیں ایک طرح جانتا ہوں کہم انہم حصے آخری ہر دفت میری نگرانی کرتے رہتے ہوں  
لہذا بہت تباہہ حفاظت ہے۔“

”آپ کی مرہنی کے پیروز ہم صافی ہیں تھیں گے۔ یور آن۔“

”مشایا مش۔“ اچھیک پسے فرماں نے پھر اس کاشانہ تحکم کر بولा۔“ اور  
یہیں تھیں ایک خاص بات بتا دیں۔ ساکا دا کمہ رہا تھا کہ سیلو پیکو کے قبرستان دا  
ذرا لے کا سفر موکالہ ہی سے ستر جو پڑا تھا۔“

”یہیں اس کا مطلب ہے۔“ بھجا جاب۔“

”اس نے میرے استفسار پر بھی اس جملے کی وضاحت نہیں کی تھی لیکن اندا  
سے معلوم ہوئا تھا کہ اس زلزلے کی قویت قدر تی نہیں تھی۔“

”اوہ۔“ ظفر میراث اخدا میں ہونٹ سکو ڈکرہ گیا۔

”آم ہیں کیسی سے؟“

”ٹھیک ہے۔ بلیکن ملی ہار دے بیمار ہو گئی ہے۔“

”اور بھارا دراڑھی روا لے۔“

”وہ بھی ٹھیک ہے۔“

”اب ہماری کوشش یہ ہو گئی کہ کسی طرح عمران سے جاملیں۔“ فرماں متفرگ را  
پس بولے۔

”مکار دیپوچک دہ دلوں ساکا دا کے سامنے بیٹھ ہوئے اور انہوں نے اُسے  
دھی بیتا یا جو اپنے بام سے میں فرماں کرتا چکے تھے۔

”پر منہاں ہیں؟“ ساکا دا نے اپنی گورتے ہوئے پوچھا۔

”آنر سیل فرماں کے علاوہ مٹاٹھی کی کو معلوم ہو۔“ ظفر کا جواب تھا۔

اس نے صاف محسوس کیا جیسے ساکا دا دانٹ پیس کر رہا گیا، بو۔  
 ”کیا وہ اس وقت کشتوں پر موجود تھے جب کشتی کو حادثہ پیش آیا۔؟“  
 ”نهیں یور آئز۔ آمزیل فراگ نے ایک دن سلیے ہی اپنی دوسری کشتی پر  
 منتقل کر دیا تھا۔ ہم نے ساتھ چانتا چاہا افتابیکن آمزیل فراگ ہمیں مارڈا لئے پر تل  
 لگئے... نہ دیگر تو سمجھی کو سیاری ہوتی ہے۔؟“  
 فراگ اور اس نے ساتھی ایک بڑی عمارت میں طحراۓ گئے تھے۔ پوچھ کر  
 بعد ظفر اور ہمین بھی وہی پہر چاہ دیئے گئے۔  
 ان کے حصی ٹرانسپر اس وقت ان کے والے کردیئے گئے تھے جب وہ  
 اسی شہر سے موکارو دی کشتیوں میں منتقل کئے جا رہے تھے اور لوپیسانے سختی سے ہدایت  
 کی تھی کہ عمران سے رابطہ قائم کرنے میں اور ووکے علاوہ اور کوئی زبان استعمال  
 نہ کی جائے۔  
 فراگ کے کھنے پر ظفر نے عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی یہکن جواب  
 نہ ملا۔

”آخری بار اس سے کب بات ہوئی تھی؟“ فراگ نے سوال کیا۔

”کل شب کو۔“

”کیا بات ہوئی تھی؟“

ظفر نے سوچا اسے لتفصیل بتانا چند اس فرزدی نہیں۔ دیسے بھی وہ اس کی طرف  
 سے مطلبیں نہیں تھیں۔ اس نے یہی کہا کہ ابھی تک وہ دھوئیں کا حصار نہیں دیکھ سکا۔  
 ”یہ ہم صرف دو آدمیوں کے ہیں کارروگ نہیں۔“  
 بات آگئے نہ پڑھ سکی کونکہ ساکا دا کافاصد فراگ کے لئے کوئی پیغام لا یا تھا۔  
 فرزدی نہیں تھا کہ فراگ ظفر کو بھی یہ بتا تاکہ ساکا دا نے اُسے نوری طور  
 پر طلب کیا ہے۔  
 وہ پیغام لانے والے کے ساتھی روانہ ہو گیا۔ ساکا دا اس وقت اپنی

تیکھا ہے پر اس کا منظر تھا۔

”آرٹشوں کی ایک جماعت تمہاری منتظر ہے۔“ اس نے فراگ کو اطلاع  
 دی اور فراگ بھوپنچاہہ گیا۔ آرٹشوں کی جماعت اور اس کی منتظر؟  
 ”تم ہنس سمجھے۔“ ساکا دا اسکر ایسا۔  
 فراگ نے سر کو منقی جنبش دی۔

”تم ڈھپ پر پوکا حلیہ بیان کرو گے اور وہ اس کی تصویر بنا نے کی کوشش  
 کرے گے۔“

”بید مشکل کام ہے۔“

”دس آرٹشوں میں سے کوئی ایک یقیناً کامیاب ہو جائیگا۔ اس سے پہلے  
 بھی میں اس قسم کے کامیاب تجربے کر چکا ہوں۔“  
 ”تمہاری کمی خرضی۔“

”ایک سلی کو پڑھتیں دہاں سے جائیگا۔ بڑی پر فضا جگہ ہے۔ اگر تم دہاں  
 رہنا پسند کر دے تو تمہارے ساتھی بھی وہیں پہنچا دیئے جائیں گے اور ہاں تمہارے  
 ساتھ شام مدد دو رکیاں بھی ہیں۔“

”ہیں تو۔ پھر؟“ فراگ کا لمحہ اچھا نہیں تھا۔

”میں نے یونہی پوچھا تھا۔“ ساکا دا اسکر اک برلا۔ ”میں جانتا ہوں کہ تم  
 گورتوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔“

”یہ درست ہے۔ اگر تم مجھے قید کر دیتے تو تم سے میری یہی ایک درخواست  
 ہوتی کہ مجھے گورتوں کی جیل ہیجا دکھو۔“

”اور اگر گوئی مارنے کا حکم دتا تو۔؟“

”تب یہ درخواست ہوئی کہ دا لفٹ کسی خوبصورت سی عورت کے ہاتھ میں دے۔“

”غیر سختم میا رہو؟“

”ہاں۔ میں تیار ہوں۔ ٹوکر کا کچم کا ملکھٹ ملکھٹ کے نامیری نہ دیگر کا  
 نہ لے۔“

"یہی حال ادھر بھی ہے باس۔" بوزت بولا تھا۔

"اب میں دھوئیں نے لگز نے کا خطرہ نہیں مولے سکتا۔" عمران نے کہا تھا۔

" تو پھر تم کہاں جائیں گے؟" بوزت نے پرتوشی لمحے میں بول پھا تھا۔

"اب تم جسم میں جاؤ گے۔" آواز آئی اور وہ تینوں اچھل پڑتے گئے کونکم

آواز بیک وقت تینوں کے سرو شوون سے آئی تھی۔

"یہ..... یہ..... آواز تم نے سنی؟" لڑکے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

لیکن عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس معاملے میں سچ سچ حاقت ہی

لگز دہونی ہے۔ اسے محتاط رہنا چاہئے تھا۔ فرائک سے وہ اس پین کی کہانی سنن

چکا تھا جس کی بدولت فرائک کی آواز کہیں اور بھی سنی گئی تھی اور اُسے اس کا خیازہ

چھکتا پڑا تھا۔

بس پھر اُس نے بڑی پھر تی سے وہ بیاس اتار پھینکا تھا خود اس کے کپڑے

اس بیاس کے پتھے پلے سے ہو بودھے۔ بوزت سے اس نے اُردو میں کہا تھا کہ وہ

بھی جلد اُر جلد اس بیاس سے پیچا پھر طائے۔ لڑکی کا بیاس خود اس نے اُتار

پھینکا تھا۔

اور پھر انہوں نے انہیں سے ہی میں ایک جاتب دوڑنا شروع کر دیا تھا۔

یہاں زمین ہووار کھی اور راستہ بھی صاف تھا درمیں بڑی دشواری پیش آئی۔

دفت ایسی پیڈ کے قریب دالی عمارت کی سرچ لائٹ روشن ہوئی تھی

وہ اس نے چکر کیا تباہ کا شروع کر دیا تھا۔

اس کی روشنی زمین پر بھی پڑ رہی تھی۔ ایک بار تو وہ بھی روشنی کی زد میں

لگتے تھے اور فائر ون کی آواز منی کی تھی لیکن شاند فائر کرنے والوں نے

مداد افہنہ فائر کرنے تھے اس لمحے میں محفوظ ہی رہے تھے۔

لڑکی کی لھکامی بندھ گئی تھی اور وہ کہی بارگری بھی تھی۔

ومیرا عمران روشنی کی زد سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ویسے اس روشنی کی

اہم ترین مشن بن کر رہ گیا ہے۔"

فرائک دہاں سے ہیلی پیڈ پر لے جایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ دو فوجی افسر تھے

لیکن ان کی سبز ٹوپیاں دیکھ کر فرائک ٹھنکا تھا۔

"دیکھا جائے گا۔" اس نے سوچا اور میلی کو پڑ پڑ بیٹھ گیا۔



لاشوں کو ٹھکانے لگا دینے کے بعد عمران لڑکی کی بہایت پہلی کو پڑا کہ

پائیٹ کرتا رہا تھا۔

پھر ایک جگہ اُس نے ہیلی کو پڑا کو لینہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ بہاں باقاعدہ

ٹوڑ پہلی پیڈ بنا یا گیا تھا اور کہم قابلے پر ایک دو منزلہ عمارت بھی دکھائی دی تھی۔

انہوں نے اپنے چھرے ڈھک لئے کپنکہ ہیلی پیڈ پر ایک آدمی کھڑا اُغیں

اشارة ہے لینہ کرنے کے متلوں ہدایات دے رہا تھا۔

ہیلی کو پڑے وہ سامان کے تھیلوں ہمیت اُترے تھے اور لڑکی کی بتائی ہوئی

سمت چل پڑتے تھے۔

اجاگے کی حدود سے نکل جانے کے بعد انہوں نے اپنے سروپ ہٹائے

اور لڑکی چلتے چلتے رک گئی۔

"اب مجھے ایک خاص بات یاد آہے ہے۔" اُس نے کہا تھا۔

"جلدی سے کہہ ڈالو۔"

"جب میں نے یہ بیاس دھوئی سے گزرنے کے لئے ہنا تھا تو اس میں عجیب

طرح کی تھر تھرا ہٹت تھی جو دھوئی سے گزرنے وقت بہت تیز ہو گئی تھی۔"

"یہ بہت اہم بات تھی لڑکی۔" تھیں آخر پہلے کیوں نہیں یاد آئی تھی۔ میرا

بیاس بالکل ساکن ہے۔ اس میں ذرا سی بھی تھر تھرا ہٹت نہیں ہے۔"

وجہ سے ایک فائدہ بھی ہوا تھا۔ وہ گرد و پیش کا جائزہ بدآسانی لے سکتے تھے۔ وہ جنگل بھی عمران نے دیکھ لیا تھا جس کا فاصلہ اس جگہ سے کچھ زیادہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"مناسب یہی ہو گا کہ ہم جنگل میں لگھ چلیں" "جوزف بولا۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں" "عمران نے کہا۔"

پیغمبر الحنفیوں نے جنگل کی طرف درٹ لگائی تھی۔ وہ بھی اس طرح کہ جوزف نے لڑکی کو کانہ سے پرڈالا تھا اور عمران نے سامان کے لئے سفر جائے تھے۔

فائرروں کی آوازیں وہ اب بھی سُن رہے تھے لیکن روشنی کی زد سے نکل چکے تھے۔ ان کی رفتار است ہو گئی تھی اور جوزف نے لڑکی کو کانہ سے سے اتار دیا تھا۔

"اب کیا ہو گا۔؟" "لڑکی خوفزدہ لمحے میں بڑی لگتی۔"

"جو کچھ بھی مقدر میں ہو گا" "عمران کا بواب تھا۔"

"باس۔ لڑکی فراڈ مالوم ہو ٹا۔" "جوزف نے اُردو میں کہا تھا۔"

"پر وہ مت کرو۔ لڑکی یہ تو ہے؟"

"اس خواتی سے اس دیرانے میں بھی سچھا نہ چھوٹا۔" "جوزف نے ٹھہر دیا تھا۔" سانس لے کر انگلش میں کہا تھا۔

جنگل میں داخل ہو کر وہ چھینے کے لئے کوئی مناسب سی چیز لٹاش کرنے لگے تھے۔ یاہ عمران نے میتل مارچ روشن کری تھی۔

وہ دور سکت جنگل میں گھٹے چل گئے تھے اور اب لڑکی یقین کے ساتھ پیس کری تھی کہ دھوئیں کا حصہ اس نہیں تھے۔

آخوندیک جگہ اپنیں ایک چھوٹا سا غار میں گیا تھا جس کے اندر کافی کی پسند ہو جو دلکھی۔ لڑکی نے بہت پُرم اسماں مخفی بنایا تھا لیکن رات بھر حال دہیں کہ زارِ پیغمبر تھی۔

غار کا دباؤ نہیں جھاڑلوں میں چھپ گیا تھا۔ اس نے عمران کو اطمینان دھا کر وہ آسانی سے ان لوگوں کے ہاتھ نہ آسکیں گے۔

"شامِ دیرے مقدار میں یہ بادی ہی لکھ دی گئی ہے" "لڑکی نے کہا تھا۔"

"چپ چاپ سو جاتے کی کو مشخص کر دے۔"

"نہیں۔ مجھے نیت دیں آئے گی۔"

رات خواب اور بیداری کے ہٹے ہٹے انہے اُنمیں گذری تھی۔ کبھی وہ اونچھے جاتے اور کبھی نہیں۔ میں آنکھیں پھاڑتے تھے۔

دوسرا صبح الحنفیوں نے دُنیٰ قدر میں کی آوازیں سنی تھیں۔ شامِ فوجی اپنی ملاش کرتے پھر دے تھے۔ پھر وہ آوازیں بتدریج دوڑ ہوتے ہوئے سن لگتے میں مدعوم ہو گئی تھیں۔

"اب کیا ہو گا؟" "لڑکی بولی۔"

"مر جائیں گے یا زندہ رہیں گے۔" "جوزف نے بھتا کہ جواب دیا۔"

"عورتوں سے نرم لجھے ہیں اگفتکوں کا کہتے ہیں" "عمران نے اُس سے نہ کہا۔"

جوزف بر اس انتہے ناکر رہ کیا تھا۔

"تم لوگ نہیں سمجھ سکتے" "لڑکی بولی۔"

"تو سمجھا ٹوٹا۔"

"ان کے پاس شکاری کتے بھی ہیں، ہو سکتا ہے کوئی ایسی پارٹی بھی ادھر سے گزرے۔"

"تم بھی اپنی نو عیت کی ایک ہی معلوم ہوئی ہو۔ ارے بارہ گھنٹے بعد یہ بات بتائی ہے۔"

"میرے ہواس درست نہیں ہیں۔"

"اُنہوں اوس کی درستگی کے لئے تم شکاری کتوں کی منتظر تھیں۔"

"میرا سر حلپا رہا ہے۔"

"باس یہ پاگل والم ہوڑتا" جوزف نے اد دو میں کہا۔

"کلاٹ نہیں کھائے گی، چپ پیٹھا رہے۔!"

"اس صفت کا دلسا ہوا سینک سینک کر مرتا ہے" اس بارے سے انہار خیال کی دشواری کی بنا پر انگلش میں کہا تھا۔

"مجھے ذرہ ہے کہ کہیں مجھے پیکر نہ ہو جائے" عورت توں کے بارے میں ہمیشہ اچھی باتیں ہو چاکر۔"

"کیوں۔؟ کیا یہ مجھے پکھ کر رہا ہے" لڑکی بول پڑی۔

غمran اسے کوئی بُواب دینے کی بجائے جوزف سے بولا۔ "تم ہمیں لٹھر دے کے میں آس پاس کوئی مناسب ساد رخت تلاش کرتا ہوں؟"

"کس لئے۔؟"

"کتوں سے نیٹنے کے لئے۔ درہ آگ وہ اس غار کی طرف بھیٹ پڑے تو بھاگتے راستہ نہیں ٹھیک ہے" عران نے کہا اور تھیٹ سے غارت گن نکالی۔

"اوہ.... یکن.... انھیں پتاخ جائیکا" جوزف بولا۔

"ہرگز نہیں! امیر سے پاس ایسی سویاں بھی ہیں کہ کتوں کا پوت مارٹ کئے بغیر ان کا سراغ نہیں ٹھیک ہے کا۔"

"تب تو تھیک ہے" جوزف سر ٹلا کر بولا۔

عران غار سے نکل کر جہاڑوں کی اوٹ لیتا ہوا ایک طرف چلنے لگا۔ ہر جنید کر رہ گئے ماسے میں چل رہا تھا یکن جنگل سے اٹھنے والے ابجراٹ کی بنا، اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دھوپ ہی میں چل رہا ہو۔

آخر کار وہ ایک اساد رخت تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا جس پر سے چاروں طرف نظر کو سکتا۔ غار سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں تھا۔

کھوڑدی ہی دیر بعد سبز لوبیوں والے فوجی دکھانی اُسی سے بو تھا دمی پچھے اور غار سے دور ہی دور گزرنے پڑے تھے۔

فراگ اس آرٹسٹ کی صلاحیتوں پر تھی رہ گیا جس نے من و عن لوپ کا کی تصویر کشی کی تھی۔

وہ آرٹسٹوں کا یہ گروپ جنگل کی ایک عمارت یعنی مصر (ات کا رہا تھا) اور فراگ کسی متحف کی طرح ٹھیں ٹھیں کہ ان کی کار کردگی کا جائزہ یافتار ہے تھا۔

وہ لوگ بھی یہاں موجود تھے جو اُسے اپنے ساتھ لائے تھے۔

"تم ہم اپنے آرٹسٹ ہو۔" فراگ آرٹسٹ کا شانہ تھک کر بولا۔

"مشکر ہے جناب۔"

ٹھک اسی وقت ساکا دا بھی دہاں آپر بخا تھا اور فراگ سوچنے لگا تھا کہ وہ اس کے ساقہ ہی کیوں نہیں چلا آیا تھا۔

ساکا دا نے بھی ڈھپ لوپ کا کی تصویر دیکھی۔ اور کسی قدر متقلک نظر آئے لگا۔

"خون فاک ہو۔" فراگ بڑھا۔

"خاک میں ملا دوں گا۔ خون کوئی ہون۔" ساکا وادانت پیس کر بولا۔ مجھے اطلاع نہیں ہے کہ کوئی پوروں کی طرح موکاروں میں گھس آیا ہے۔

"کون۔؟" فراگ پر ٹونک کر بولا۔

"یہ نہیں معلوم... یکن یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتا۔ میرے دو آدمی بھی مارے گئے ہیں۔"

"ڈھپ لوپ کا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" فراگ بولا۔

"دو آدمی ہیں... اور اسی جنگل میں المخنوں نے پیشہ کیا ہے۔"

"تب تو آسانی سے مار لئے جائیں گے" فراگ انہار مرت کرتا ہوا بولا۔

”میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی انھیں تلاش کریں گے؟“

”محب پر یہ ذمہ داری مت ڈالو۔“

”مولا کاروں کی دولت حرام کی نہیں ہے کہ مفت کھاتے رہو گے؟“

”میں سمجھ لکیا۔“ فراگ نے نیچے لجھے میں کہا۔

”کیا سمجھ لگئے؟“

”تم سمجھتے ہو کہ وہ لوگ کنگ چانگ سے تعلق رکھتے ہیں اور مجھے دیکھ کر سامنے آ جائیں گے؟“

”کنگ چانگ؟“ ساکا و احقارات سے تھوڑ کر بول۔ اس کی کیا جان ہے کہ میری مردی کے بغیر مولا کاروں میں قدم بھی رکھ سکے؟“

”تو پھر۔؟“

”تو یہ کہ مفت خوری نہیں ہو سکے گی۔ تھیں کام کرنا پڑے گا اور اسے بھول جاؤ کا بہ نہیں بھرمو کاروں سے باہر قدم بکال سکو گے۔“

”فی الحال جو چاہو کہہ لو لیکن عنقریب تھیں اس کا خیا زہ بھلتنا پڑے گا۔“

”فی الحال۔؟“ ساکا دا اس کی انہیں میں دیکھتا ہو امکیا۔

”یاں... فی الحال۔؟“

”فی الحال... تمہارے سارے ساتھی بھی ہیں ہو رہے گئے ہیں۔ اس عمارت کی اوپری منزل پر ہی اور وہ دونوں رٹ کیاں میرے جوانوں کے دل بھلانیں گی۔“

”یہ ناممکن ہے۔؟“

”یہاں وہی ممکن ہے جو من چاہوں۔ اس کے علاوہ اور سب کچنا ممکن نہیں جو۔“

”رٹ کیاں نہیں جاسکیں گی۔“

”وہ تو کہیں بھی۔“

”اس سے بڑی کمیٹی اور کوئی نہیں ہو سکتی!“

”خاموش ذلیل کتے۔ ادب ملحوظ رکھو۔ تو مولا کاروں کے وزیر اعظم سے

گفتگو کر رہا ہے؟“

آرٹسٹ جا چکے تھے لیکن وہ دونوں نوجی دہیں موجود تھے۔ فراگ انھیں کنکھیوں سے دیکھتا ہوا بولتا۔ ”اس وقت جتنا بھی چاہے اکڑا۔ کبھی تو میرے ہتھے چڑھو گے۔“

”اے مارو۔!“ ساکا دا نے غصباک ہو کر فوجیوں کو حکم دیا اور وہ دونوں فراگ پر ٹوٹ پڑے۔

وہ شاندہ پلے ہی سے اس کے لئے تیار تھا۔ وہ اس پر لکھے بر ساتے رہے اور اس نے بڑی پھر تی سے دونوں کے ہوسٹر دوں سے روپ اور کھینچ لئے۔ پھر اچھل کر تیکھے پہنچتا ہوا گرا۔

اگر کسی نے اپنی جگہ سے جنینہ بھی کی تو کوہ پڑی اٹھ جائے گی۔“  
وہ تینوں دم سادھے کھڑے رہ گئے۔ پھر دفتا ساکا دا نے ہدن اشر وع کر دیا اور آڑخ کار بولدا۔ ”ذائق ہی ذائق میں بخیدہ ہو گئے۔ جو اڑ۔!“ تم دونوں باہر جاؤ۔!

”ہرگز نہیں امسرا ساکا دا۔ میں لونڈاہیں ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ہلاکی تو فائز کر دوں گا۔“ فراگ نے غصیلہ لمحے میں کہا۔

”تت.... تو پھر۔؟“ ساکا دا کے چہرے پر ایک سایہ سا آکر گزر گیا۔  
”لوگوں کو واپس بلواؤ۔ میں تمہارے فون کا پیاسا ساہیں ہوں۔ ہم بہ جہاں بھی رہیں گے اکٹھے ہی رہیں گے۔ ایک عمارت میں ہم بہ کوئندہ کر کے اُسے ڈالنا مانت کر ادا نا۔ مجھے ذرہ برا بر بھی شکوہ نہ ہوگا۔!“

”اچھا... اچھا... ذائق کو دیکھنی کا رنگ نہ دو۔ روپا اور واپس کر دو۔“  
”ہرگز نہیں۔ تمہارا ایک سپاہی جائیگا اور انھیں واپس لائے گا اور

اگر اس کے خلاف ہوا تو تم دونوں زندہ نہ رہو گے۔“

جب ساکا دا کو لیکن ہرگیا کہ فراگ حفظ دھکی نہیں دے رہا ہے تو اس کے

اپنے ایک سپاہی کو ہدایات دے کر وہاں سے روانہ کر دیا۔ اتنی دیر میں فرائیں  
ایک بڑی میرزا کراں کی اوٹ میں بو زیشن لے چکا تھا۔  
”دیکھو۔“ اس نے رخت پہنچنے والے سپاہی کو ملکاہ کر کا تھا۔ ”اس سے  
یاد رکھنا یہ دلوں پلٹے مرس گے۔ اس کے بعد مجھ پر آئے آئے گی۔“  
مالک اور اسکے اتار تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ قبضہ محض مذاق  
دہا ہو۔ تردد کی ہلکی سی جھلک بھی اس کی آنکھوں میں نہ دکھائی دی۔

عمران بُد اسامنہ تاکہ بُد بُدا یا۔

ڈارت گن سے کیے بعد دیکھے دو بے آواز فاٹھ ہوئے اور دلوں تو جی  
چند قدم حل کر اس طرح لٹکھڑا ہٹے کہ پھر نہ سنبھل سکے۔ گرتے ہی بے جس د  
حرکت ہوئے تھے اور لاکیاں گو پاپی بلگھوں پر جم کردہ گئی تھیں۔  
پھر وہ پونکیں اور خوفزدہ نظرؤں سے چاروں طرف دیکھنے لگیں۔ عمران  
کچھ دیر اور درخت پر ٹھرا۔ پھر اطہیان کر لئے کے بعد اس پاس اور کوئی موجود  
نہیں ہے۔ درخت کی تینی شاخ پر پھر چکر زمین پر چھلانگ نگاہی۔ رہا کیاں  
ایک بار پھر اچھل پڑی تھیں۔

ام بینی نے ہتھیار انداز میں بلکیں جھپکا میں اور دلوں ہاتھ پھیلا کر  
عمران کی طرف دوڑ پڑی۔

”میرے مالک.... میری جان....!“

اور پھر وہ بیجان سی ہو کر اس کے یادوں میں بھول گئی تھی۔

”اُفت... توہ.... یہ بیوش ہو گئی“ رہا ہاں دے کی طرف دیکھ کر  
ہمکلایا۔

”بیب... بیوش ہو گئی؟“ شامہ لی کوئی ان الفاظ کے علاوہ اور کچھ نہیں  
سمجھا تھا۔

عمران نے ڈارت گن بیٹھی میں اٹھی اور بیوش ام بینی کو کاہنے سے پر ڈال کر  
تلی کا پاٹھ پکڑا۔ اب وہ غار کی طرف دوڑ لگا رہا تھا۔ تلی خاتوشی سے اس کے  
سامنے کھشتی رہی۔

جزوٹ نے ایخیں دیکھا تو ہر نقوں کی طرح انھیں بچا رہیں۔ رہا کی ایک جاد  
پڑی خڑائے لے رہی تھی۔

”تلی... تم میں ہٹھر کر ام بینی کہ بیوش میں لاسے کی کو شستش کرو۔ میں ان  
دلنوں لاشوں کو ٹھکانے لگا دو۔“ عمران بولا۔

درخت پر میٹھے ہوئے تین گھنٹے لگ رہے تھے لیکن اُدھر سے کوئی نہ گزرا۔  
آنکھ کار عمران نے سوچا ہو سکتا ہے کہ دہ رات کر کتے استعمال کریں تاکہ ہیں  
فرار کے راستے بھی نہ سمجھائیں اور ہم ان کی گرفت میں آجائیں۔  
گھنی شاخوں والے درخت پر بھی وہ کھا ایسی تکلیف دہ حالت میں نہیں  
ھٹا کر ڈرایں کی جلدی ہوتی۔ غار کی تنگی بھی کر سکتا تھا اور دردوڑ کی آوازیں  
بھی سن سکتا تھا لہذا تنگی کے لئے درخت ہی مناسب ٹھہرا۔

بھاری قدر ہوں کی آہٹ سن کر دہ پونکا تھا۔ چاروں طرف نظر دوڑا۔  
بائیں جانب والی گھنی بھاڑیوں میں جنتش ہو رہی تھیں۔ پھر بزرگ نٹ کی دو  
ٹوپیاں نظر آئیں لیکن بھاڑیاں پھٹیں تو فوجوں سے پلٹے در لاکیاں نظر آئیں:  
”خدا کی پیاہ۔“ اس نے طوبی سانش لی۔ یہ ام بینی اور تلی ہا رہے  
تھیں اور دلوں تو جو ہی ایخیں والل کے کندوں سے ڈھکلیں ڈھکلیں کر آئے  
بڑھا رہے تھے۔ وہ فڑھا کر فرانشی میں ایخیں کالیاں دیتی جا رہی تھیں لیکن  
ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فرانشی ان کے لئے ناقابل فرم ہو۔

”اب ہوت کا کھل مژروع ہی ہو جائے تو بہتر ہو گا احمد صاحب۔“

دلوں ہیں کہاں بے جا رہتے تھے۔

”مچھرِ ماستر یاد ہے: ملی سے کہا۔ میں تمہیں دہاں سے جا سکوں گی؟“  
”تم اپنی استاد... میری جان کے مالک۔“ ام بی بی عران کے شانے پر مرکڑ کر جو زد  
”میں... حیر۔“ عران نے بوكھلا کر گینہ ٹیک رہا کی طرف دیکھا۔

”میں مخفیتِ عالمہ اٹھاتا ہیں۔ اب میری محنت کامزی نہ اڑاؤ۔“  
”محنت بھی خالما۔ ان کے پاس شکاری کئے بھی ہیں۔ اگر ان سے سابقہ  
پڑکیا تو شامت ہیں آجاتے گی۔“

”تمہاں مصلحت پر مرکڑ کر سکوں سے مر لکھی ہوں۔“

”مُحَمَّدِ حمیتِ مسیدِ حبیبیو... دردناک میں ہوش ہو جاؤں گا۔“  
”میں میرے قماری گیر بھیکوں میں نہیں آنکتی۔ اب تم پیرے ہو۔“  
دھرمی محضرتِ وزفت اور نبی ملائیں رحمی کے درمیان پھم لکھر پھر ہو رہی تھی  
اور جو زف کے دانت نکلے پڑا رہتے تھے۔

”ملی ہار دے۔ تم مجھے بزرگی داسے فوجیوں کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ کیا  
ایسی صرف جا پائی ہیں؟“

”نہیں تو۔ موکار دے کے باشدے بھی ہیں اور دوچارہ تو تھا رہے پرنس  
سے مت بہت رکھنے والے نظرے تھے۔“

”تمہارا مطلب ہے پرنس ہی کی نش سے تعلق رکھنے والے؟“  
”ہاں۔ ہاں۔“

عران نے طوبی سالنی اور مردہ فوجیوں کی دردیوں کو الٹ پلٹ کر  
دیکھتا کہ۔ اللہ کے ہوتے بھی اُنماد رہا تھا۔

بھر وہ جو زف کوے کر باہر نکلا تھا۔ وہ اُس جگہ پہنچنے جہاں دلوں نو تی  
پڑے تھے۔

”یہ تو مر گئے۔“ ”زوڑت بولا۔“

”اُن کی دردیاں آتا رہی۔“ عران اس کے رجاگ ک پر لوحہ دیئے بغیر بولا۔  
جوزت خاموشی سے نعمیں میں لکھ گیا تھا۔ دردیاں اپنے بخی میں کرنے  
کے بعد وہ ان لاشوں کو غار سے خاصہ فاصلے پر جھاڑیوں میں ڈال آئے۔  
والپی پر غار میں وہ منظر دکھائی دیا اُس سے دلوں ہی کافی محفوظاً ہوئے۔  
ام بی بی اور ملی ہار دے فرانسیسی میں کامیں کامیں کر رہی تھیں اور وہ لڑکیاں امکنی تری  
جھاڑے پلی جا رہی تھی۔

”بس بس۔“ عران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”تم دلوں تو خاموش ہی رہو۔۔۔  
یہ صرف انگریزی بول سکتی ہے۔“

”یہ ہے کون۔ ہے۔“ ملی نے خصیلے لمحے میں پوچھا۔

”ایک مصیبت زدہ۔“

”کتنا مصیبت زدہ رڑکیاں اکھا کر دے گے؟“ ام بی بی مسکرا کر بولی۔

”میں کیوں اکھا کر دوں گا۔ پتا نہیں کہاں سے آپنکی ہیں۔“

”محنت سے بچا نہیں چھڑا سکو گے۔“

”فضل باتوں میں وقت نہ ضائع کر د۔۔۔ بتاؤ کہ تم ہاں کیسے نظر آ رہی ہو۔“

ام بی بی نے کیکپاٹ ہوئی آواز میں اپنے سا تھیوں کی کہانی شروع کر دی۔

”فرماں کہاں ہے؟“ عران نے اختتام پر پوچھا۔

”میں نہیں جانتی۔“

”اس عمارت تک میری رہ غلط گو سکو گی۔“

”مچھر ہوش نہیں... بس اتنی بھیجاوے ہے کہ عمارت کی دوسری منزل پرے  
جائے رکھنے تھے اور پھر اسی دلوں کو وہاں سے بھی نکال دیا گیا تھا۔ پتا نہیں یہ۔

"پھی بات جوان... تم میری زد پر ہو۔" فرگ نے فوجی کو مخاطب کیا۔

"وو... دراصل وہ دونوں سیرک میں ہیں ہیں ہیں۔"

"کیا بک رہا ہے۔!" ساکا دا گر جا۔

"پچ کہہ رہا ہوں یور آئز۔ اور وہ دونوں جوان بھی غائب ہیں۔"

"یہ نامنک ہے.... تو چپ رہ۔!"

اچانک فوجی کو کچھ کر گزرنے کا موقع مل گیا کیونکہ فرگ ساکا واکی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ درمرے ہی تھیں فرگ کی پشت والی دیوار سے دھماکہ پیدا کرنے والی کوئی چیز لٹکا اور کڑہ دھوئی سے بھرنے لگا۔ اس دھماکے کے بعد ہی ساکا واکا در در در مرے فوجی نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ فرگ کے درنوں فائر خالی گئے۔

ساکا واکا اور در درنوں فوجی چھپتے ہوئے عمارت کی اوپری منزل پر پہنچنے شروع اور زینوں کا در دروازہ انھوں نے بند کر دیا تھا۔

یہاں فرگ کے نرس سا تھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ انھوں نے بھی دھماکہ سنتا تھا۔

"تم میں سے کسی نے اپنی جگہ سے جنسی بھی کی قوزندگی سے ہاتھ دھوئے گا۔" ساکا واکا نے انھیں لکھا۔

وایس آئنے والا فوجی اب نہتا نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ میں اعشار یہ چار، پانچ کا روپوں نظر آ رہا تھا۔

"یہ... یہ سب کیا ہو رہا ہے یور آئز۔ آپ تو بتہ مہربان تھے۔" قلقر بولا۔

"اس مینڈاگ کے پچھے نے ہزوں کوئی غلط حرکت کی ہو گی۔" جمین نے غصیلے لمحے میں کہا۔ "دردہ سرط پاٹ منظر تو بت اچھے آدمی ہیں!"

"یہی بات ہے۔" ساکا دا اسے ٹھوڑتا ہوا بولا۔

"سرط پاٹ منظر ہیں اس سے نجات دلائیے پلیز۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ

آدھا گھنٹہ کذہ گیا میکن اس فوجی کی واپسی نہ ہوئی۔ ہوا جو طکیوں کو واپس نہ کے لئے گیا تھا۔

ساکا دا بار بار در دروازے کی طرف ویکھنے لگتا۔ اتنی دیر یعنی فرگ نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ اس عمارت میں اور کوئی فوجی موجود نہیں ہے۔ لہذا وہ سوچ رہا تھا کہ اب کچھ کہی کذہ نہیں چاہئے۔

"ساکا دا تم شامہ مذاق سمجھ رہے ہو۔ مذکورہ فحصہ وہ کو جیل آؤاندیں ہوں۔" میں تو مذاق بی سمجھتا ہوا ہوں۔ کیونکہ تھیں اتنا جنم بھی نہیں سمجھتا۔

"کیا مطلب۔؟"

لہتاری بھلائی اسی میں ہے کہ کوئی سنبھالا مکہ کھرا نہ کرو۔

"ٹکیوں والے معاشرے سے پہلے میں شرافت ہی سے پیش آتا ہے۔"

"رہا کیاں واپس آ جائیں گی۔" ساکا دا جھنپھلا کر بولا۔

"ابھی تک تو بیس آئیں۔"

ٹھیک اسی وقت دہی فوجی در دروازے میں دکھائی دیا جو طکیوں کی بازیات

کے لئے گیا تھا۔

"انھوں نے آئنے سے انکار کر دیا ہے یور آئز۔" فوجی نے اصلاح دی۔

یہ نہ کار دہی کا پاشندہ تھا اور فرانسیسی میں مخاطب ہوا تھا۔

"بجوں ہے۔ بالکل جھوٹ۔!" فرگ دیڑا۔

"اب خاموش رہو۔" ساکا دا کوئی غصہ نہیں۔

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

"تو پھر جنم میں جاؤ۔!"

پھر وہ سمجھے بہت لگا اور فراگ کے ساتھیوں میں سے ایک کو قریب بل کر کہا۔  
”اب تم اس کے متذیر پختہ طارہ مارو۔“ اس نے اس سے کہا۔

”نہ... انہیں۔“ وہ پہنچایا۔

”چلو... ورنہ... گولی مار دی جائے گی۔“

”مار دی جائے۔“ وہ عن کر حنیخا تھا۔ ساکا دا نے ایک فوجی کو اشارہ کیا اور اس نے پچ پچ اس پر فاٹ کر دیا۔  
فراگ سختی سے ہونٹ بھینچ کر رہا تھا۔

ساکا دا اس کے بقیہ ساتھیوں کی طرف مُڑ کر بولا۔ اب تم میں سے ایک ایک خود ہی آگے بڑھے اور اس کے ایک ایک پیغمبر رسید کرتا جائے ورنہ اسی طرح مرجاڑے۔

فراگ نے اپنے ہونٹ ڈھیلے پھوڑ دیئے اور اپنے آدمیوں کو مخاطب کر کے بولا۔ ”میرے بھروسے وہی کو دے جو یہ کہ رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم ناپاک ہاتھوں سے مادے جاؤ۔“

”تیری اکڑا بھی تک قائم ہے۔“ ساکا دا دہاڑا۔

”لاش بھی اکڑا ہی رہے گی۔“ فراگ نے قہقہہ لکھایا۔ ”جان لینا اور جان دے دینے کے لئے تیار رہنا میرا میں ہے۔“

”چلو... مارو۔ تم چلو...“ ساکا دا نے فراگ کے ایک ساتھی کی طرف اشارہ کیا۔  
وہ دھاڑیں مار دا کر رہتا ہوا آگے بڑھا اور فراگ کے گھاں پر پختہ مار کر اس کے قدموں پر سر کر دیا۔

فراگ کی آنکھوں سے دمومے بوئے نظرے رخساروں پر ڈھلنک آئے تھے۔  
ساکا دا اور اس کے سپاہی بُری طرح ہنس رہے تھے۔

”بس... بس... بس...!“ ساکا دا ایک ہاتھ بیٹھ پر رکھے اور دھرمے

کو ٹالا کر بولا۔ ”میں یہی دیکھا چاہتا تھا... تیرے آنسو... دیہی فراگ... ہاہا...“

نہ رے کاس فوج، علا

کیا بلاجھے۔“

ظفر نے ہمیں کو گھوڑ کر دیکھا لیکن کچھ بد لائیں۔

”بہت جلد... بہت جلد۔ اگر وہ اتنی دیر میں بھاگ نہ گیا ہو گا لیکن اس جنگل سے نکل نہیں سکتا۔ سور کا بیکر... تم دلوں ایسا بھی ہوتا۔“

”یہ درست ہے یور آئر...!“

”اچھا تو تم دلوں اور ہر آجائوا! ہمیں تو میں بھول ہی گیا تھا۔ تم ہمارے پرنس کے باڑی گام ڈنگ ہوتا۔!“

”یہ بھی درست ہے یور آئر۔!“

”تب پھر ان گندے سوروں کے ساتھیوں ہو۔“

”بھجوڑی بھی یور آئر۔!“ جیسیں آگے بڑھتا ہوا بولا۔

اور ہر نئے فراگ زینوں کے دروازے پر زور لگا رہا تھا۔ بالآخر دروازے کے پاس جوڑ جڑائے تھے لیکن فراگ غصتے کی شدت میں اس دھماکے کو بھول گیا تھا جس کی کوئی شخص اسی عمارت تک محدود نہ ہے۔

کئی فوجی اور ہر آنکھے تھے اور انھوں نے اپنی رالفلیں چھتیاں بھیں۔ فراگ کو روپ اور اٹھانے کا موقع بھی نہ مل سکا جو اس نے اپنے پریوں کے قریب ہی

ڈال دیتے تھے اور دلوں ہاتھوں سے دروازے پر یور آزمائی کرنے لگا تھا۔

وہ دو ہاتھ ہاتھا نے فوجیوں کی طرف رُخ کئے کھڑا تھا لیکن اس کے چہرے پر سارے سیکی کے آشانہ نہیں تھے۔

پھر اچانک اس کی کمری پس ساکا دا کی لات پڑی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

”اسے باندھ لو۔!“ ساکا دا نے گرج کر فوجیوں کو حکم دیا۔

تمیلیں میں دیر نہیں تھیں۔ فراگ چری ہاتھوں سے کاکھڑا تھا اور ساکا دا دلخیں ہاتھوں سے اس کے گالوں پر پختہ طارہ رہا تھا۔

بابا... دیلی فرگ... پوہ -!  
”یہ دیلی فرگ کے نہیں... امک در دمند باب کے آنسو ہی کتے -!“ فرگ  
شیر کی طرح دھارا اور جگڑی ہوئی مانگوں سے پھر کتا ہوا ساکا اور اسی طرف بڑھنے  
لگا تھا۔

”دیکھو... دیکھو - بالکل مند اک... ہے نا..... لہاہا -!“ ساکا دا کا  
ہنسی کے مارے بدھاں ہوا جا رہا تھا۔

ھیک اُسی وقت کتوں کے شور سے جھنگی گو بجھنے لگا اور ساکا دا نے چینے  
کا اپنے فوجوں سے کہا۔ ”ان سمجھوں کو ببر کوں میں سے جاؤ۔ اب میں خود ہی شکار  
ٹکا شکار کروں گا... اور فرگ سن لے۔ اتنا تماشہ دیکھ بھر تو نہ مرے گا۔“  
ان سمجھوں کے ہاتھ پشت پر بازٹھے جانے لگے۔ ساکا دا نے قلفر اور جیس کو  
مخاطب کر کے کہا۔ ”تم دونوں میرے ساتھ رہو گے -!“

وہ خاموش کھڑے رہے۔ فرگ جس طرح ستوں سے جگڑا کیا تھا اس حالت  
میں وہ چل نہیں سکتا تھا۔ لہذا اس کے پیر کھول دیئے گئے۔

پھر فوجوں میں سے چار افراد انھیں ایک طرف لے چلے گئے۔ فرگ کے  
سامنے تعداد میں گیا رہے تھے اور وہ خود بارہواں تھا۔

وہ بڑی خاموشی سے راستہ کر رہے تھے۔ فوجوں کی رائفلیں ان کی  
طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ ان سی وہ فوجی بھی شامل تھا جس نے کمرے میں دھوپیں  
کا ہم پیک کر ساکا دا کو فرگ کے پینچے سے رہائی دلانی تھی۔

فوجوں کا اذادا ایسا ہی تھا جیسے بھرپور بیکوں کو ہنکا کر کمیں لے جا رہے  
ہوں۔ فرگ کی انھیں سڑخ ہو رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے موقع طلبہ  
ان چاروں فوجوں کو کیا ہی چیز جانے گا۔

وہ چلتے ہے۔ کیجی کبھی فوجی انھیں رانفلوں کے کندوں سے مار جا کر  
تیز چلنے پر بھی نجور کرتے -!

اچانک ایک جگہ جھاڑیوں سے دفعہ بھی نکلے اور قیدیوں کے ساتھ والے  
فوجوں پر بوٹ پڑے۔ جتنی دیر میں وہ چاروں معاملے کی فریعت ہی بھجو پاتے،  
ہوش دھواس ہی تھوڑی تھی۔  
رانفلوں کے کندے ان کی گردلوں پر پڑے تھے اور پھر وہ دوبارہ  
ہنسی اٹھا پاتے تھے۔

فرگ اور اس کے ساتھی تو گویا سکتے ہیں آگئے تھے۔  
”میرے بیٹے... میرے عمران -!“ فرگ نے بالآخر گھٹی گھٹی سی آداز  
میں کہا۔

جو زفت اور عمران پہلے شکار کئے جانے والے دو قیدیوں کی دردی  
میں ملبوس تھے۔

دونوں نے جلدی جلدی فرگ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ کھو لئے  
بشرط کر دیئے۔

”اس نے شکاری کئے منگا لئے ہیں۔“ فرگ حضرت بانہ انداز میں بولا۔

”بچاؤ کی فکر کر اور بھرہ پورے جنگل پر بعباری بھی کر اسکتا ہے۔“  
”فکر نہ کیجیے لور انتر۔ اب سب کچھ تجوہ پر چھوڑ دیجیے لیکن پرنس کے باڈی گاڑ  
کہاں ہیں۔“ عمران نے پر شوشاں لیجے میں پوچھا۔

”انھیں بھول جاؤ... وہ غدار نہیں۔“ ساکا دا نے انھیں اپنے ساتھ  
روک لیا ہے -!

”اُوہ -!“ عمران نے طویل سالنی لی اور فرگ سے بولا۔ ”میرے بچے  
چلتے ہیں۔ لیکن بھرہ نہیں اپنے آدمیوں سے کہتے کہ ان فوجوں اور ان کے اسلوں کو  
انھیں۔ ہمیں مزید دیدیوں اور اسلامی ضرورت پیش آئے گی -!“

اس کی ہدایت پر نورا علی کیا تھا۔ دھنخیں اپنی کینگا تک لایا۔  
”غار چھوٹا ہے لیکن ہمارے کسی قدر لوز پیکنگ تو ہو ہی سکے گی۔“ عمران

نے کہا۔

"خطرناک... بیج خطرناک۔ کتوں کے جھلے کی صورت میں ہم یاں آسانی سے مار لئے جائیں گے۔" فراگ بولا۔

"بچھل رات سے ہم یہیں ہیں۔ بچھلی رات ہم صرف تین تھے۔ آج بیلے دو لڑکیوں کا ضاف ہوا۔ بیچڑاپ بارہ عذر... خدا کی بناہ۔ سڑجایں تھے۔"

"دردکیاں... کتوں دو دردکیاں۔ ؟" فراگ ونگ پڑا۔

"ایک آپ کی اور دوسری... دوسری۔ کیا بتا ڈن شرم آرہی ہے؟"

"لوگیاں اور ام بیٹی۔ ؟"

عمران نے سر کو آشنا تجھش دی۔

"کہاں ہیں۔ ؟"

"غار کے اندر۔ ؟"

فراگ اسے جیرت سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "میری بھومنی ہنیں آتا کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں تم کیا چیز ہو۔ ؟"

"اُتھر ہوں اچھا خاصا۔ ایک اور بیل گئی ہے؟"

"کیا مل گئی ہے؟"

"مل... لڑکی... لیکن یور آئر... اس کا خیال رکھئے کہ وہ میری بناہ میں ہے؟"

"کہاں ہے.... بچھے دکھاؤ۔"

"غار میں... اسی کی رہنمائی کی پناہ پر ہم یاں تک پہنچ سکے ہیں؟"

پھر وہ ایک ایک کر کے غار میں داخل ہوتے۔

فوجیوں میں سے ایک چل باستھا درتین اکھڑا اکھڑا سائنسی رہے تھے۔ جوزن نے طاری روشن کی اور فراگ ان کا جائزہ لے کر بولا۔ "یہ بھی نہیں بچیں گے گردنیں لوٹ نہیں ہیں؟" اسکا الجھ مشرارت آمیز تلقاریوں سے بھر دی

تھا۔ پھر... اُس نے عمران سے پوچھا۔ "وہ لڑکی کہاں ہے؟"

"یور آئر۔ میری دارنگ یاد رکھئے کا۔"

"ہاں ہاں... یاد ہے۔ ؟" فراگ بڑا سامنہ بنا کر بولا۔

عمران نے طاری روشن کی اور روشنی کا دامہ حرکت نہ تھا ہوں لڑکی پر جا پڑا۔

"اُدھو... ہوف... ہوف... ؟" فراگ کر اہ کر رہ گیا۔

"بچھے جیرت ہے۔" عمران نے طاری پچھائے ہوئے کہا۔

"کس بات پر جیرت ہے؟"

"مھڑی دیر پہلے آپ بندھے چلے جا رہے تھے۔ بیٹہ نہیں زندہ جلا دیئے جاتے یا آپ کا قیمہ بنایا جاتا۔"

"اپھا تو پھر۔ ؟"

"آپ ایسے دقت بھی اپنی یادے دائی سے باز نہیں آتے۔"

فراگ نے فخریہ انداز میں فتحہ لکھا یا اور بولا۔ "عورت اور زندگی روں لگ ک لگ چیزیں نہیں ہیں۔ جب تک عورت سے بھاگتے رہو گے تاکہ میں ہر ہرگے"

"میں ناتکل ہی بھلا۔ لیکن اس لڑکی کا تحفظ جان کی بازی لکھا کر بھی کروں گا، خواہ آئر میں فراگ ہی سے کیوں نہ ملکر یعنی پڑے۔ یہ بڑی عظیم لڑکی ہے۔ ؟"

پھر عمران نے اسے مخفراً لڑکی کے بارے میں بتایا۔

"اوہ... اوہ... تب تو یہ میری ماں ہے... میں اسے سلام کرتا ہوں؟"

فراگ بھرا ہوئی آدا میں بولا۔

-----

جنگل میں دھنڈ لکا پھیل گیا تھا۔ پرندوں کے شور سے فضا مرعش ہو رہی تھی نیکن وہ اونچے شکاری کتے نہایت خاموشی سے راستہ طے کر رہے تھے۔ ساکا وانے ظفر اور جمین کو بتایا تھا کہ وہ کتنے شکار کی تلاش میں بخشنے کے بعد اسی طرح خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

ہوسکتا تھا کہ وہ ان پہاڑیں اس بات کا رد عمل دیکھنا چاہتا ہو۔ وہ اسے سمجھ کر تھے اور اپنے چروں سے کسی قسم کے تاثر کا اندر بھی ہونے دیا تھا اس کے بعد ساکا وانے انھیں بھی برسکوں میں بھجوادیا تھا پھر آجھے کتوں اور تین گھوڑوں کی یہ پارٹی جنگل میں تھیں جی کہی تھی۔ خود ساکا دا اس کی تیادت کر رہا تھا۔ درستے گھوڑوں پر دفعوی سوار تھے۔

ایک جگہ کتوں نے رک کر اپنی بتوخ تھینیاں اور اٹھائیں اور پھر ایک جانب تیزی سے دوڑتے چلے گئے۔

پھر انھوں نے بیک وقت بھاڑیوں کے ایک بھندڑیں میں چھلانگیں لگائی تھیں۔ فوجیوں نے ریلو اور نکال لئے خود ساکا وانے بھی اعشار ای چار پانچ کار پو اور نکال لیا تھا۔ انھوں نے اس بھاڑی کو کھرے ہیں لے لیا اور ساکا دا اگر ج کر بولا۔ ”تم یہ اور دوں کی نہ پر ہو۔ خود کو ہمارے ہوا لے کر دو۔“

لیکن یہ کیا۔ ہے کتنے درجہ تھے لاشیں بھاڑیوں سے گھبٹ لائے تھے۔ ”یہ تو... یہ تو... اپنے ہی ساتھی ہیں... یور آئن۔“ ایک فوجی چینا اور وہ گھوڑوں پر سے کو دیکھتے۔

”یہی تو ان دونوں نیڑکیوں کو لے گئے تھے۔“ درستے نے کہا۔

”ادہ۔“ ساکا دا کے چرے پر سر ایسکی کے آثار نظر آئے۔  
فوجی لاشوں کا جائزہ لے رہے تھے۔

”لیکن جیرت ہے یور آئن۔“ ایکی کے جسم پر بھی ذخیرہ تھیں ہے۔ چروں سے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کلہی کھونٹ کے مارے گئے ہوں۔ ”ایک فوجی بولا۔“ ذرا دیکھئے! یا بلکل ایسا معلوم، ہوتا ہے جیسے یونہی... یونہی... کیا کما جائے جیسے یونہی خواہ مخواہ مر گئے ہوں۔“

”ور دیاں بھی اتار لی گئی ہیں۔“ ساکا دا نے پر تشویش لجھیں کہا۔ انھیں اٹھا کر گھوڑوں پر ڈالو اور دیاں سے لے چلو۔ سیدھے بیرکوں کی طرف.....  
ہوشیاری سے... بہت ہوشیاری سے۔“  
کہتے اب پھر خاموشی سے چلے جا رہے تھے۔ فوجیوں نے لاشیں گھوڑوں پر ڈالی تھیں اور زندہ دیپیل چل رہے تھے۔

دھنڈ لکا آہستہ آہستہ تاریکی میں تبدیل ہو جا رہا تھا اور ساکا دا کا ذہن ڈھپ لیو کا میں اُنجھا برا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس سے مر عوب ہو گیا ہو۔ ایک انجانا سافٹ اس کے ذہن پر مسلط ہوتا جا رہا تھا۔

بیرک میں پوچک معلوم ہوا کہ نہ قوتیدی وہاں پہنچنے ہیں اور نہ وہ چاروں فوجی جو انھیں دیاں ہوں بنخانے والے تھے!  
ساکا دا آپے سے باہر ہو گیا۔ جمین اور ظفر الملک طلب کئے گئے۔  
ساکا دا انھیں دیکھتے ہی چیخا۔ ”تمہاری بڑیاں کاٹ کر کتوں کو کھلا دی جائیں گی۔“

”ہمارا تصور... یور آئن۔“ ”ظفر بولا۔“

”تم سب ساری اور دھوکے پانے ہو۔ میرے دسپاہی مار ڈالے گئے اور اُن چاروں کا قیدیوں سیست پچھ پتا تھیں۔“

"ہم کیا عرض کر سکتے ہیں پور آنے۔ ہم تو بڑی مصیبت میں پڑ گئے۔ اس سے یہ تو یہی تھا کہ پیرس میں بھیک مانگ رہے ہوتے" "ڈھپ بلوپ کا کہاں ہے؟"

"ہم کس طرح یقین دلائیں کہ یہ نام ہمارے لئے نیا ہے؟" "لویسا کہاں ہے؟ جس نے تمہیں ملازم رکھا تھا؟"

"تمہی بنتی تک ہمارے ساتھ تھی۔ اس کے بعد پھر پتہ نہیں کیاں غائب ہو گئی۔ ہمارا معاملہ تو براہ راست پرنس سے تھا۔ پھر وہ یہی پرنز نہ ملا بلاؤ کے سیکریٹری کے ساتھ کہیں غائب ہو گئے۔ اب ہم کیا کریں۔ ہماری سمجھیں تو نہیں آتا۔"

"تم حقیقت اگل دو۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم پر تشدد کیا جائے۔ پرنس کا احترام، ہم پر بھروسہ دایج و لازم ہے" "اسی احترام کا واسطہ دے کر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ ہمیں کچھ معلوم نہیں"

"پرنس تم سے کہاں علیحدہ ہوئے تھے؟" "فرار کی لائی پرپرچا دینے کے تھے لیکن ہمیں وہاں پرنس یا پرنز کا سیکریٹری نہیں ملے تھے" "اسے میں کسی نے باہر سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ ساکا دا سے اجازت ملنے پر ایک فوجی کمرے میں داخل ہوا تھا۔" "ڈاکٹر... دس منٹ بعد اینی روپرٹ پیش کر گیا۔ پور آنے۔" اس نے اطلاع دی۔

"بھیک ہے۔ جاؤ۔" "فوجی چلا گیا اور ساکا دا سے ظفر اور جمیں سے کہا۔" "نی الحال تم لوگ

بھی خود کو قیدی ہی سمجھو! جیسے کہ پرنس بھی ہم سے نہ آیں۔ تم پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا" "آپ کی مرضی! ہم روپی کی تملکتی میں نکلے تھے وہ آپ کی قید میں بھی ملٹی رہے گی۔" "ایسے لے جاؤ۔" ساکا دا نے ٹگارڈز میں سے ایک کی طرف دیکھ کر ظفر کی جانب اشارہ کیا۔

اب جمیں تھا رہ گیا۔ وہ بڑے ادیپ سے سر جھکائے گھڑا تھا۔ "میرا دل کھاتا ہے کہ تم جھوٹ نہیں پڑو گے۔" ساکا دا نے اسے مخاطب کیا۔ "ہیں آپ کی مردم شتنا سی کا قدر داں ہوں یور آنے۔"

"ہوں۔ سچی بات سنتا چاہتا ہوں۔" "سچی بات کیا ہے۔ یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن اپنے بشے کا اظہار ضرور کرو گا۔" "ہاں۔ ہاں۔ کو۔" "ساکا دا نرم لمحے میں بولا۔

"ایک بات میری سمجھیں نہیں آئی۔ اگر ہر بند اسٹریڈ اسٹریڈ ہی تھا تو وہ لوگ اُسے نہیں میں شایدی آداب بگوں سکھاتے تھے۔"

"ادھو۔۔۔ یہ بات ہے۔" "ہاں یور آنے۔۔۔ میں نے چھپ کر دیکھا تھا۔" "بوو۔۔۔ کیا مانگتے ہو؟" تم نے میرے سئے کو یقین میں بدل دیا۔" "میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ ہو کارو میں ہی رہ جاؤ۔" "یہ ناممکن ہے۔ ہاں کوئی غیر ملکی نہیں رہ سکتا۔"

"ایسی ہی ملازمت میں مجھے کہیں باہر بھجوادیجئے۔ میں اپنی دنیا میں دا ایس نہیں جانا چاہتا۔ بھر اکاں کے جزو ایس محنت ہی محنت ہے۔" "اس پر عورت کا جاسکت ہے۔ ایکھا اپ ہم بھی جاؤ۔ دوسرے نیدیوں کے مقابلے میں ادا میں سے رکھ جاؤ گے۔"

"شکر یہ یور آنر -!"  
 کارڈ فذ اسے بھی لے گئے۔ ساکا دا تھنا کرے میں ٹھلتا ہے۔ بھی اس کا  
 چڑھتے سے ٹھرٹ ہو جاتا اور کبھی تینکوں سے تشویش جھانکنے لگتی۔  
 تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے تکرے میں قدم رکھتا۔  
 "لیا رپورٹ ہے؟" ساکا دا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔  
 "حتمی رپورٹ پوسٹ مارٹم کے بغیر ناممکن ہے یور آنر -!" ڈاکٹر نے ادب  
 سے کہا۔ یہن میرا بھرپور تھا ہے کہ دہ زہری موتیوں کا شکار ہوئے ہیں جو اتنے  
 زیادہ پریشر سے بھیکی کئی بھیں کہ جلد سے گذرا کر گشت میں خاصی گمراہی تک اُتو  
 کئی ہوں گی۔"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" ساکا دا نے طویل سانس لی۔

" تو پھر پیٹھار ٹم کیا جائے؟"

"ضذر بر - ضذر بر - اور یاں - جاتے ہوئے گمانڈر کو ادھر بھجتے جانا۔"  
 اس کیمپ میں وہ وزیر اعظم کی بجائے... ایک پولیس آفیسر ہی لگ بھا تھا۔  
 ڈاکٹر کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ٹھٹھے لگا۔  
 گمانڈر کی آمد پر سب سے پہلے اس نے ان چاروں فوجیوں سے مغلن لکھتے  
 غروں کی بھی ووئیدیوں کو لیکر چلے تھے۔  
 "اب تو کتنا پڑتا ہے یور آنر کا بھی کوئی حد تثبیث آیا ہے؟" گمانڈر  
 نے بالآخر کہا۔

"بھوں -!" ساکا دا کچھ سوچ رہا تھا۔

"اب تو بیماری کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔" گمانڈر بولا۔  
 "نہیں - اس علاطے میں دھماکے مناسب نہیں ہوں گے۔ کل دیجھیں گے۔  
 تیس آج رات ادھر ہی قیام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں گے۔"

"بہت بہتر یور آنر - آپ کی موجودگی ہمارے لئے اطمینان کا باعث ہوگی!"

"کئے کھلے رکھنا -!"  
 "بہت بہتر یور آنر -!"  
 "اور ... میں تین گھنٹے تک اپنے مخصوص کمرے میں قیام کر دیں گا۔ اسے  
 اس دوران میں مجھے ڈاٹرپ نہ کیا جائے؟"  
 "بہت بہتر یور آنر -!"  
 کمانڈر چلا گیا۔ اس کمرے میں آمد درفت کے دروازے کے علاوہ ایک  
 دروازہ اور بھی تھا۔ یہ دروازہ بند تھا۔ ساکا دا اس دروازے کی طرف بڑھا  
 ہی تھا کہ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔  
 "مز ... یور آنر - کئے مر گئے ... سارے کئے مر گئے -" وہ ہانپتا ہوا بولا۔  
 "نہیں -!" ساکا دا ماضی پانہ اندان میں چیخا۔ پھر خود پر قابو پا کر عزایا  
 "تم سب اندھے ہو۔ اب تھاری کمرے دیاں ظاہر ہو رہی ہیں، جب کوئی بہت ہی  
 چالاک آدمی مقابل آیا ہے۔ جاؤ اسے تلاش کر دو۔ ورنہ تم سب بھی کہتے ہی کی  
 موت مر جاؤ گے۔"  
 کمانڈر دروازے کی طرف مڑا۔  
 "ٹھہرو -!" ساکا دا ہاتھ اٹھا کر بولا اور کمانڈر پھر اس کی طرف مر گیا۔  
 "تم تو دہاں تک پہنچ بھی نہ کے ہو گے۔"  
 "جو خبر لایا ہے۔ باہر نہ ہو دہے یور آنر -!"  
 "اُسے بلاڈ -!"  
 خپڑا نے والا بخوبی اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ خود بھی خاصابوؤں  
 دکھائی دیتا تھا۔  
 "یور آنر -!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "انھیں ... کھانے کو ... ویاگا تھا...  
 بس ایک ایک کر کے گئے اور مر گئے۔"  
 "جو کچھ وہ دکھار ہے تھے اس کا کچھ حصہ باقی بچا ہے۔" ساکا دا نے اسے

گھوڑتے ہوئے پُرچھا۔

"خود د... بچا بوجا کا... یور آنر.... دہ بچارے کھاہی لکنا سکے تھے"

"جادم دیکھو! ساکا دانے کمانڈار سے کہا۔ اور بھی ہوئی عذاؤ کو ڈاکٹر کے حوالے کر کے بچری نے کہنے لگو۔"

"بہت بہتر۔ یور آز۔!"

"میں میں منتظر ہوں۔ فی الحال ریٹائرنگ روم میں ہیں جا رہا۔" وہ دونوں چلے گئے۔

تاریکی پوری طرح بیصل کی تھی اور جنگل سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔

جب عمران کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ انھیں خوفزدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو اس نے اپنی اس نہ کا آغاز کیا جس کی کامیابی کا انحصار مخفی اتفاقات پر تھا اور یہ مہم تھی اس لباس کی تلاش کرنے کی جسے دہ بڑواں سی میں اُتار پیش کئے ہوئے کلی معقولی سی پناہ گاہ کی تلاش میں بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ کیپ میں کہتے اسی کی ڈارٹ گن کے شکار ہوئے تھے۔ اس کے بعد یہ پروانہ کا سپاہی کیپ ہی تک محدود ہو گرہ گئے تھے۔ کسی نے بھی اندر یہ پھیلنے پر جنگل میں ہٹھنے کی بہت ہیں کی تھی۔ آج کی بھاگ دوڑ کے دوران میں اس نے ایک دوسری مناسب سی پناہ گاہ تلاش کری تھی اور اس نے سائیکلوں کو دیاں منتقل کر دیا تھا۔ یہ ایک طویل چنان دراز تھی جس میں سے کہیں کہیں آسان بھی دکھائی دیتا تھا۔

بھرہاں وہ جوزف کو ساتھ لیکر ان ملبوسات کی تلاش میں نکلا تھا۔ جوزف آج کی صروفیات اور کارناٹوں پر بھید خوش تھا۔

"آج مجھے ایسا محوس ہو رہا ہے بس جیسے میں اچانک جاگ پڑا ہوں۔" اس نے کہا۔

"بس اب جائے ہی رہنا ورنہ ہمیشہ کے لئے سو جاؤ گے۔" "مھر و سیاس۔ یا س۔! جوزف چلتے چلتے ٹکٹے رُک گیا۔

"کیا بات ہے؟"

"ہم ادھم سے نہیں گزرے تھے۔ مجھے ادھر اپنی سائنس نہیں محوس ہو رہا تھا۔" "کیا بچوں اس شروع کر دی۔"

"تم جنگل کو نہیں سمجھ سکتے۔ بس۔!"

"اُر سے تو کیا اس اندر ہرے میں اب تیری سائنس کی تلاش کرنی پڑے گی۔" "تم جنگل کی زبان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ میں نہیں ٹھیک اسی جگہ نے چلوں کا جہاں ہم نے وہ بیاس اُتار پھینکا تھا۔ بس اب تم میرے پچھے پچھے چلے آؤ بس۔"

"چل بیسی... مجھے تیری اس صلاحیت پر اعتقاد ہے؟"

"لیکن بس۔! پھر کتنا ہوں کہ فراگ سے ہوشیار رہنا۔ جس دن اُسے معلوم ہو گیا کہ تم ہی ڈھپ و پوکا بھی ہو تو وہ تمہارے لئے بھید خطرناک ہو جائے گا۔ جب سے ٹلہے مسلسل گالیاں دیئے جا رہا ہے۔" "ڈھپ کو۔!"

"ہاں بس۔ وہ اپنی بے عرتی کا باعث ڈھپ ہی کو سمجھتا ہے۔"

"کیا یہ غلط ہے؟"

"اب میں کیجاوو۔ بس، غلط ہے کہ صحیح۔ اگر مجھے یہ نہ معلوم ہوتا کہ ڈھپ لوبکا کون ہے تو میرا خون بھی نہ کھولتا۔"

"ختم کرو۔ اس محلاتے کو پھر دیکھیں گے۔ ہاں تو وہ تینوں بیاس کی ایک جگہ نہ لیں گے۔ نہیں یاد ہو گا کہ تم دوڑ رہے تھے اور ساتھ ہی انھیں اُتار پھینکنے کی کوشش بھی کرتے جا رہے تھے۔"

بوزت کھنہ بولا۔ اک جگہ رک کر دے بائیں جانب مردا تھا اور پھر دہ  
ڈھلان میں اُترتے چلے گئے تھے۔

دفتار اُخنوں نے ہیلی کو پڑا کر گاؤ اہٹ سنی اور جہاں تھے وہیں رک گئے۔  
ہیلی کو پڑا رک سے دوسری ہی دو رکڑا تھا۔

وہ بہت دیر تک اُن بس کی تلاش میں سرگردان رہتے تھے لیکن انہیں  
کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

آنہ کار وہ ہیلی پیٹا کی طرف چل پڑے۔ عمران کہہ دیا تھا۔ "ہو سکتا ہے  
اس عمارت میں بھی اس نعمت کے بس پائے جائے ہوں۔"

"یہن بس... آج تو ادھرانہ صیرا ہے" بجزف بولا۔  
پچھے ہیلی پیٹا کے قریب دایی دو منزلہ عمارت باہمی تاریک تھی۔ کسی

کھڑکی پارو شدنی میں روشنی نہ دکھائی دی۔ ہیلی پیٹا بھی تاریک پڑا تھا۔  
"اتھے خالف ہو گئے ہیں یہ لوگ" عمران بڑھ بڑا۔

"تمہاری ڈارٹگن کا کمال ہے بس" بجزف بولا۔ "اندکیمی موت  
سے بہت ڈرتے ہیں۔"

"اچھا تم سیسی تھرو۔ میں آگے بڑھ کر دیکھتا ہوں" عمران بولا۔ "میرا  
مطلوب سمجھ گئے تھے۔"

"باں... مجھے بیان رک کر جھیل کی طرف نظر کھنی ہوگی۔"  
"ٹھیک ہے اور اب تھم جاگ، ہی پڑے تو" عمران نے کہا اور تیزی  
سے آگے بڑھ گیا۔

مارت کی پیشت پر پونچ کر کا تھا۔ کچھ دیر اہٹ لینے کی کوشش کرتا بیا  
لیکن ناکامی ہوئی۔ ایسا معلوم پتا تھا جیسے عمارت بالکل خالی ہو۔

اس کا ماتھا ٹھنکا اور وہ واپسی کے لئے مراہی تھا کہ کوئی ٹھنڈی سی چیز  
پیشانی سے آئی۔ ساتھ ہی تیز قسم کی سرتوشی سنائی دی۔ اپنی جگہ بنیش تک رکنا تھا۔

یہ الفاظ انگلش میں ادا کئے گئے تھے۔ عمران نے بڑی پھر تی سے بیٹھ کر  
لوٹ لگائی اور ریواوے کے کمیٹ کر شیب میں رہا ہلنے لگا۔

اس نے بہت بڑا خطہ مولیا یا تھا۔ ریواوے سے فائز بھی ہو سکتا تھا لیکن  
شادر ریواوے اب اس کے ہاتھ میں تھا، یہ نہیں۔

روٹھکے روٹھکے جب وہ ایک سطح تک پہنچے تو عمران اُسے چھاپ سبھا۔  
"مخفی سے ہیلی سی آڈا زبھی نکلی تو لگا گھونٹ دوں گا۔" اس نے خریف کو  
دھمکی دی جو اس کے نیچے دیا ہو اب بھی طرح کا نپ رہا تھا۔

"وہاں اور کتنے آدمی ہیں؟" بالآخر اس نے اس کا گرد پر دبارڈاں  
کر پوچھا۔

"بیب... بیارہ۔"

"اس دراے کا مطلب؟"

"ہم... پیغ جانتے تھے... کم... بالآخر... ادھری کا ذرخ کر دے گے۔"

"باہر کئے آدمی ہیں؟"

"سیب... بیب... باہر ہیں... منکفت جگہوں پر۔"

رمائش عمران کے دندن ہاتھ اس کی پیٹیوں پر جا پڑے اور دبارڈ پڑے  
ہی وہ بھروسہ ہو گا۔

شام کل تھی توگ ایسی ہی پوزیشنوں پر تھے کہ انہیں اس داتھ کا عالم نہ  
ہو سکا۔ بہر حال اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا کہ وہ ہاتھ آئے  
دائل آدمی کو کاہنے پر ڈالے اور اسی سمت پلٹ جائے جہاں جنبدت اسکا  
منتظر تھا۔

وہاں سے وہ اس غار میں پہنچنے تھے جسے شنگی کی دبھر سے چھوڑ چکے تھے۔

بعض تدبیر کی بنا پر قیدی کو جلد ہی بوسن آگئا۔

اس نے بتایا کہ وہ دو منزلہ عمارت آبزر و سیرٹا اور کنڑاں مادر کی حیثیت

سے استعمال کی جاتی ہے اور یہاں کسی قسم کے بھی نیاس نہیں رکھتے جاتے۔ دھوئیں کے حصاء کے اندر کے لوگ ان ملبوسات میں آتے ہیں اور انھیں میں رخصت ہو جاتے ہیں۔ بساں اس عادت میں نہیں آتارے جاتے۔ ابزر و پر طریقے یا کنڑاں طاہر سے متعلق افراد نے کبھی دھوئیں کے حصاء کو یا رینیں کیا۔ اس کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق اس وقت ہیلی پیٹ پر دوہیلی کو پڑھ جو وجود دلتے۔ ایک ساکا دا کا ذاتی ہیلی کو پڑھتا اور دوسرا دھی رہتا تھا۔ تیرسرے ہیلی کو پڑھنے کچھ ہی در پیڈے کسی نامعلوم جگہ کے لئے پڑھانے کی تھی۔

”یہ تو کچھ بھی نہ ہو ایسا۔“ بوزفت بڑھایا۔

”بہت کچھ ہوا ہے... تم فکر نہ کرو۔ ہم سب مل کر انھیں زیج کر دیں گے۔“

”میری بھی سنن نہ!“ قیدی کہا۔ ”اگر تین بجے شبت تک تم تھے تو کوئی ہمارے ہاتھ نہ لگا تو ہرے جنگل میں آگ لگادی جائے اگ اور ہیلی کو پڑھ دی سے کوئی نہیں کی بارش بھی جاری رہے گی۔“

”اس صورت میں نہیں بھی ہمارے ساتھ ہی مر جانا پڑے گا۔“

”تم توگ آندر چاہتے کیا ہو؟“

”صرف دھوئیں کے حصاء سے گذنا چاہتے ہیں۔ ہماری کسی سے وہی نہیں ہے۔“

”بساں کے استعمال سے صرف دھی لوگ واقعہ ہیں جو اسے استعمال کرتے ہیں۔ اگر بساں تھارے ساتھ آبھی جائے تو تم اس کا صحیح استعمال نہ کر سکے گے۔“

”تم تو موکار دھی کے باشدے معلوم ہوتے ہو۔“

”اسی لئے میں مزاہیں چاہتا۔ پتہ نہیں یہ جایاں یاں کیا کہ ہے ہیں۔“

”اگر تم ساکا دا کے دناداروں میں سے نہیں ہو تو تمہارے یاں کیا کام؟“

”اب تو ہی موکار دکا ماں ہے۔ جسے چاہے بسوکار دے۔“

”یکجھ بھی ہو۔ اب تو نہیں ہمارے ساتھ ہی مزاہیے کا۔“ عمران بولا۔

”اگر تم توگ محمد پر اعتماد کرو تو تم بھی محفوظ ہو ہونگے اور ایک بھیدیجیئے آدمی کے

لئے میری جان بھی نہیں جائے گی۔“

”تمہارے سا بھیوں میں کتنے تمہارے ہم خیال ہیں؟“

”میں نہیں جانتا۔۔۔ لیکن ساکا دا سے سبھی نفڑت کرتے ہیں۔ آبزر و پر طریقے میں صرف چار جا پانی ہیں۔“

”وہ اس وقت کہاں ہیں؟“

”وہیں سب کے ساتھ آبزر و پر طریقے کے آس پاس۔“

”تمہارے وہ ساتھی جو موکار دکے باشدے ہیں گیاں جا پانیوں سے بھی متضرر ہیں۔“

”صد فی صد۔!“

”اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ جنگل میں پچھے ہوئے لوگوں میں پرانہ بنڈا بھی شامل ہے تو ان پر کیا رفتہ عمل ہو گا؟“

”کیا یہ سچ ہے؟“ قیدی نے پورٹر بجھ میں پوچھا۔

”پہلے تم میری بات کا جواب دو۔!“

”وہ ان چاروں جا پانیوں کو قتل کر کے پرانہ کی ملاش میں نکل کھڑے ہوں گے خواہ جنگل میں آگ انھیں بھی کیوں نہ چٹ کر جائے۔“

”کیا تم ہرنڈا کو سچان سکو گے؟“

”کیوں نہیں۔ انھیں تین دیکھا تو ان کی تصویریں تو دیکھی ہی ہیں!“

”تو یہ دیکھو۔! بچا تو۔!“ عمران نے کہا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کی

تاریخ کی روشنی کا دائرہ جو زف کے ہمراہ پہ پڑا۔ فرگ اور اس کے سا بھیوں کی بازیابی کے بعد عمران نے جو زف تھے ہمراہ سے مادری پریٹ والا میک اپ داشی کر دیا تھا۔

”قیدی اینی مادری نہیں میں کچھ کہتا ہو جو زف کے قدموں پر گر پڑا۔“

”اٹھو اٹھو۔ میرے بچے بھاری مصیبتوں کے دن ختم ہوئے۔“ جو زف

نوئے کا سفر (ج) ۶

شabaanah بجھے میں بولا۔ لیکن نہ میں فرانسیسی بول سکتا ہوں اور نہ اپنی اادری زبان۔  
میں نے قسم کھانی ہے کہ جب تک بنکاتا پر فرانسیسی تسلط رہے گا میں یہ دونوں  
ذباخیں نہیں یوں کا۔

”اب میں تمارے لئے اپنی جان دے سکتا ہوں میرے ماں کہ: ”قدی  
گڑ کردا ہے۔“

”نہیں! تم بے زندہ رہو گے ایں تمیں ساکا دا سے نجات دلانے آیا  
ہوں۔“

خود کی دیر بعد دہ نینوں سر پوڑے مشترے کر رہے تھے۔

ساکا دا بیرک دالے کرے میں تناہیں تھا۔ کمانڈر بھی موجود تھا۔ دونوں  
کے پیروں پر شوشیش کے آثار تھے۔ باہر بیرونی خوب روشن تھیں متنی۔ دو شن  
کہ آس پاس کے جنگل میں بھی ان کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ پہاڑی پوکس تھے۔  
”ٹھیک درجے بیرکیں خالی کر کے ہنوب کی طرف کھلے میں اُتم جانا“ ساکا د  
لے کہا۔ ”تین بیچھے سیل کو پڑا اور اسیں گے اور کارروائی شروع ہو جائے گی۔“

”بہت بستر جناب“ کمانڈر گھر طای دیکھتا ہوا بولا۔  
بامہ برع کریں منت ہوئے تھے۔

”اب اس فتنے کو ختم ہی ہو جانا چاہئے“ ساکا دا جہا ہی لے گر احتراں ہوا  
بولا۔ ”اچھا۔ ایسے میں اپنے خاص کمرے میں آرام کر دیں گا۔ تم ٹھیک درجے  
نکل جانا۔“

”کیا آپ کو اُس وقت پیدا کر دیا جائے یور آئر۔“

”نہیں! اس کی ضرورت نہیں! میں اب صبح ہی کبیدار ہونا پسند  
پڑ رہے ہیں۔“

کر دیں گا۔“

”بہت بستر جناب!“ کمانڈر بھی اٹھ گیا۔

ساکا دا بایس جاتب دالے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ دروازہ  
کھول کر دہ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ کمانڈر کچھ دیر کھڑا اکسی گھری فکریں  
ڈوبای رہا پھر باہر نکلا چلا آیا۔ ساکا دا نے اپنے خاص کمرے کا دروازہ پلے  
ہی بند کر لیا تھا۔

کمانڈر نے فوجیوں کی پوزیشن چک کیں اور پھر اپنے کمرے کی طرف  
چلا آیا۔ یہ انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ کیس فراگ کے ساتھ شب خون نہ ماریں  
کیونکہ وہ اب بخت نہیں تھے۔ ان کے پاس چھ دلقلیں تھیں۔

کمرے میں پہنچ کر اس نے ظفر اور جیمن کو بلوا یا۔

”تم لوگ جانتے ہو کہ اب کیا ہوتے والا ہے۔“ اُس نے انھیں گھوڑتے  
ہوئے پوچھا اور بڑی سے گلاس میں شراب امدادیں لگا۔

”نہیں جناب۔ ہم نہیں جانتے“ ظفر نے خوفزدگی کی اداکاری کرنے  
ہوئے کہا۔

”جنگل میں آگ لکاری جائے گی اور ہیلی کو پڑوں نے گویاں پرسانی  
جائیں گی۔“

جیمن نے تھقہ لگایا اور چمکتی ہوئی سی آوازیں بولا۔ ”وہ مارا اب  
دیکھوں گا کیوں نہیں اُنکے کا بچہ کیسے بھیجا ہے؟“

”تم چاہتے ہو کہ وہ مارا ڈالا جائے؟“

”کیوں نہیں! اُسی کی وجہ سے ہم ان حساب کا شکار ہوتے ہیں۔“

”تمہارا کیا خال ہے؟“ کمانڈر نے ظفر کو گھوڑتے ہوئے پوچھا۔

”یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ فراگ ہی کی وجہ سے ہم ان دشواریوں میں  
پڑ رہے ہیں۔“

شروع ہو گیا۔ گولیوں کی بوچھار برآمدے تک آ رہی ہے۔

”آپ کے آدمیوں کا کیا خشر ہوا ہو گا؟“ ظفر بولا۔

”تمہرے نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ فی الحال یہ بھی ممکن نہیں کہ میں دزیرِ عظم کے کمرے تک چلا کوئی۔“

”میرا خیال ہے کہ گردگھٹاں کا میاب ہو گئے ہیں!“ جہیں نے اُردو میں کہا۔  
”میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔“ ظفر بولا۔

”تو پھر اسے ہم کوئوں نہ سنبھال لیں۔“

”تم ووگوں نے کیا بکراں شروع کر دی ہے۔ فرانسیسی یا انگلش میں لفڑی کرو۔“ کمانڈرِ انھیں تکورتا ہوا بولا۔

”ایسی زبان میں رور ہے ہیں جناب؟“ ظفر نے فرانسیسی میں کہا۔ ”مصیبت پڑنے پر ہر شخص کو مان یاد آ جاتی ہے۔ لہذا مادری ہی زبان میں روتا ہے!“  
اچانک جہیں کمانڈر پر ٹوٹ پڑا اور ظفر نے اُس کے ہمراستے ریو اور نکال یا۔

”یہ کیا... یہ کیا...؟“ کمانڈر جو کسی قدر نہ شے میں بھی تھا بکالیا۔

لیکن وہ جواب دیتے بغیر اُسے بے پس کر دیتے تک جد و جدمیں صرفت رہے۔ ذرا بھی سی دیر میں وہ فرش پر بندھا پڑا تھا۔

”اب کا کرننا چاہئے؟“ جہیں بولا۔

”فی الحال کچھ بھی نہیں۔“ صہزادہ اور دیکھو کہ حالات کون سائیخ اختیار۔

کرتے ہیں۔“

فائرنگ اب بند ہو گئی تھی لیکن سلی کو پیر میر سوہنے نصانیں حکر لگا رہے تھے!

”مجھے کھوں دو دن تک پھٹاؤ گے۔“ کمانڈر بھراں ہوئی آواز میں بولا۔

”چپ چاپ پڑے رہو۔ اگر وہ فراگ کے ساتھ ہی ہوئے تو ہم تھیں بچالیں گے۔“ ظفر نے نرم لمحے میں کہا۔ ”تم نے مصلحتاً ایسا کیا ہے؟“

”آخریں ساکا کا دام پر مرباں ہیں۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ یہاں سے نہیں دلتے وقت ہم تھیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں۔“

”آن کا بہت بہت شکریہ! وہ جانتے ہیں کہ ہمارا فراگ سے کوئی حقیقی نہیں۔!“

”بینیٹھ جاؤ۔“ کمانڈر نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔  
وہ دلوں اس کاشکری کے بینیٹھ گئے۔

”یکن میں تھیں تراپ نہیں بیٹھ کر دن گا۔“ کمانڈر ان کی آنکھوں میں تھیا ہوا بولا۔ ”میں محدود کو طاعتمنت ہے۔“

”ہم دلوں شرایب نہیں پہنچے۔!“  
”اوہ ہو... چرت انگریز۔!“

ٹھیک اسی وقت سلی کو پیر کی آواز سنائی دی اور کمانڈر جونک کر ”ہمیں... بھی سے کیوں۔ بھی تو صرف ایک بجا ہے۔“

وہ اُنھے کہ دروازے کی طرف بھیڑا۔ دو ہیلی کو پیر کوں کے اوپر حکم دے رہے تھے۔ اچانک ان پر میں رشیں گھوٹوں کی فائزناگ شروع ہو گئی۔ کیا مذکور ہی سے کمرے میں پلٹ آیا۔ مرتنے والوں کی تیجیں سلی کو پیر کوں کی آواز میں کھڑے ہو گئی تھیں۔ ساکا دا کے سپاہی گھبرائے ہوئے چھوڑوں کی طرح چاروں طرف پھر رہے تھے۔

سلی کو پیر کوں سے گولیاں برستی رہیں۔

”یہ کیا، ہو رہا ہے آخریہ؟“ کمانڈر پیر کو دھاڑا۔

لیکن اسکا جواب کون دیتا۔ ظفر اور جہیں چرت سے ایک دوسرے کو

کمانڈر نے بڑی بھرتی سے کھرا کیاں اور دروازے بند کر دیتے اور ایک کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ ”تم دلوں بھی ادھر ہی آ جاؤ۔ پتھر نہیں یہ کیا

"اگر ایسا ہی ہے تو آدھا گلاس بنائ کر میرے حلق میں انڈیل دو۔ تمہارا  
ت بت شکر ہے۔"!  
جیسن کے ہونٹوں پر شراحت آمیز سکراہٹ نظر آئی اور وہ پچ مجھ اُس  
کے لئے شراب بکس کرنے لگا۔  
بسی کو پڑی آواز اپ ایک ہی جگہ سے آہی بھی جسکا مطلب یہ تھا کہ وہ  
بند کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد برآمدے میں بھاری قدموں کی آواز گوینے لگی۔  
"یہاں اس کمرے میں کوئی سلووم ہوتا ہے؟" باہر کسی نے کہا اور قدموں  
آوازیں تھم گئیں۔

"اندر کون ہے۔ دروازہ کھولا۔" کسی نے دروازے پر ہاتھ مار کر کہا۔  
درستہ ہم برک کو ڈالنا ہماڑت کر دیں گے۔"  
"دیکھا۔" جیسن چک کر پول۔ اس نے عمران کی آواز بیچان لی تھی۔  
"ٹھہر۔" ظفر آہستہ سے بول۔ "مجھے اپنے کافلوں پر لپکن نہیں آیا" پھر  
جس نے اور پھر آوازیں کہا۔ "تم کون ہو؟"  
"اخاہ۔ تو آپ زندہ ہیں؟" باہر سے آواز آئی۔ "جلدی کرو۔ وقت  
ہے۔"

جیسن نے جھپٹ کر دروازہ کھولا۔ عمران سامنے کھڑا اتھا اور اُس کے  
تجھے تین سلچ آدمی تھے۔

"یور محجھی۔" جیسن جھک کر سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بول۔ "نم  
دستے کے کمانڈر کو گرفتار کر لیا۔ ملاحظہ فرمائے۔"  
کمانڈر خوفزدہ نظر وہیں سے انھیں دیکھے جا رہا تھا۔ کیونکہ  
لرنے کے بعد اس نے بتایا تھا کہ ساکا دا چانے کمہ خاص میں چلا گی  
نہیں وہ کہاں ہو گا۔ کمہ خاص کا دروازہ اندر سے بند ملا۔ اس کا  
لارکے بعد سے ساکا دا پھر باہر نہیں مکلا۔ کمانڈر ان کے ساتھ تھا اور اس

ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔ "یہ  
دروازہ پیٹتا ہوں اور تم اُسے آوازیں دو۔"  
لیکن وہ بھٹک کھڑا رہا۔  
"وہی کر دو کہہ دیا ہوں۔" عمران آنکھیں نکال کر پول۔ "درستہ گلا گھونٹ کر  
بائٹ لوں گا۔"  
پھر قریباً دس منٹ تک دروازہ کھلانے کی کوشش جاری رہی  
تھی لیکن کوئی پیچھہ نہیں مکلا تھا۔  
"دردازہ توڑا دو۔" عمران نے اپنے ساقیوں سے کہا۔  
ٹھیک اُسی وقت جو ہفت اور فرائیں کمرے میں داخل ہوئے اور صورت حال  
کا علم ہوتے ہیں خود فرائیں دروازے کی طرف بڑھا اور اس سے اتنا شان  
ٹھکارنے والے کھڑا۔ دروازے کی جو جڑا ہبت کمرے میں تو بخہی تھی اور  
کمانڈر خوفزدہ نظر وہیں سے جو ہفت کی طرف دیکھ جایا تھا۔  
"غدوں پر جھکو۔ دیکھ کیا رہے ہو۔" جیسن اُس کی گرد پکڑ کر جو ہفت  
کے قدموں پر جھکاتا ہوا بول۔ "پرانی بہنڈا کو تنظیم دو۔"  
"مم... میں... بے تصور ہوں۔ یہ کمانڈر ہے کھلایا۔"  
"موکارو میں کوئی جایاں بے تصور نہیں ہے۔" جو ہفت غریباً۔  
دروازہ ٹوٹ چکا تھا۔ لیکن ساکا دا کام کمہ خاص تو خالی مکلا۔ وہاں  
کوئی بھی نہیں تھا۔  
بائیں جانب ایک گوشے میں قالمین فرش سے ہٹ ہوا تھا۔ عمران تیزی  
سے آگے بڑھا۔ کسی تہہ خانے کا راستہ معلوم ہوتا تھا۔ عمران نے اشارے سے  
فرائیں کو قریب بلاؤ کر لیا۔ آپ اور پھر یہی یور ہمزر۔ ہو سکتا ہے بھاگے ہوئے  
نوجی دبارہ واپس امکہ جمارے کام میں محل ہونے کی کوشش کریں۔  
"یہیں تھیں تھا اُتر لے دوں گا۔"

"مان جائیے۔ آپ کے علاوہ اور کوئی ان لوگوں کو کہا نہیں کر سکے گا۔ میں دیکھوں گا۔ یہ لا مجھے تھہ خانے کی بجائے سرنگ معلوم ہوئی ہے۔"

"اچھا۔ پہلے دیکھو۔ سرنگ ہے یا تھہ خانے۔!"

عمران نہ یعنی طے کر کے تھے ہوئے۔ یہ سچے ایک عوامی اور تاریک سرنگ پر شاہزاد ہوئی۔ عمران داہن آگیا۔ ظفر اور جمین پھی مسلئے کے کئے تھے۔ بیرکوں میں جدید ترین اللہ ان کے ہاتھ آیا۔

فراؤ کو اس پر آمادہ کریا گیا کہ وہ اور پرہی پھر کریں آئے والے حالات کا مقابلہ کرے گا اور عمران، ظفر، جمین، جوزت اور موکار وغیرے دونوں جوں سیست سرنگ میں اٹر گیا۔ موکار دکے فوجی آگے چل رہے تھے اور انہوں نے مارچنی وشن کر کھی بھیں۔ پھر دو تک تو وہ سرنگ قدری معلوم ہوئی تھی لیکن پھر آڈھی کی فنکارانہ مشائقوں کی جھلکیاں ملئے گئیں لیکن آخر تک طوبی تھی یہ سرنگ اس کا دوسرا سرکماں تھا؛ اندازے کے مطابق دو فرلانگ کی مسافت طے کرنے کے بعد عمران نے اپنے ساقیوں کو رکنے کے لئے اکا اور موکار دکے باشندوں سے پڑھا کہ اپنے اندازے کے مطابق وہ کو صراحہ جا رہے ہیں یا۔

"سیروا خیال ہے کہ ہم دھوئیں کے حصاء کی طرف جا رہے ہیں؟" ایک نجی بواب دیا اور دوسرے نے اس کی تائید کی۔

ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ چلے جلو۔"

اس بار ان کی رفتار تیز تھی۔ مزید دو فرلانگ بھی طے ہوئے وہ اپنی است میں اب کھلے میں مل کئے تھے لیکن آسمان نہیں دکھائی دیتا تھا۔ پھر عمران پڑنگ کر چلا۔ ادھر ہم تو دھوئیں کے حصاء کے اندر پہنچنے پکے ہیں۔" جاروں طرت اونچی یہی چٹائیں بھری ہوئی تھیں۔ آسمان نہیں دکھائی دیتا تھا تو پھر بتاروں کی چھاؤں میں کیا تھی جس میں چٹائوں کے ہیسوںے صاف ظفر، مجبے تھے اور وہ رخصتہ بھی دیکھ سکتے تھے۔ جیسے ہی وہ آگے پڑھتے تھے، اس

اندھیرے کے ملکے بن کر از بھی ظاہر ہو گیا تھا۔ انھیں ایک عمارت نظر آئی تھی اور یہ روشنی انسی کی مقصد کھڑکیوں سے پھوٹ ہی تھی۔ وہ دبے باڑوں عمارت کی طرف پڑھتے رہے۔ عمارت زیادہ وردی تھی۔ اس کے تریب پھوٹے ہی تھے کہ اندر سے کسی کے حیچ چیز کو بولنے کی آواز آئی۔

"اوه۔ یہ تو ساکا داکی آواز معلوم ہوتی ہے؟ ظفر آہستہ سے بولا۔  
"تمیں یقین ہے۔" عمران نے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔" جمین نے ظفر کی تائید کی۔

ایک کھلی، ہوتی کھڑکی سے جس میں ملائیں تھیں وہ اندر داخل ہوتے اور آواز کی صست پڑھتے پڑھتے ایک ایسے کمرے میں جا پہنچے جہاں تین آدمی مصروف گفتگو تھے۔ ان میں سے ایک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ ظفر اور جمین کو گھوڑے جا رہا تھا جن کے ہاتھوں میں بڑی گینیں بھیں۔

"شریف آدمیوں۔ اپنے ہاتھ اور اٹھاو۔" عمران نے بحید نرم بھی میں کہا۔  
"اوہ۔ سمجھا۔" تیرسے آدمی نے دانت پیس کر کہا۔  
"کیا یہی ساکا دا ہے؟" جوزت آگے بڑھ کر بولا۔  
"یہ یورہ باتیں تھے۔" ظفر نے کہا۔

"اے گرفتار کرو۔" جوزت نے موکار دکے فرجبوں سے کہا۔

"یہ بہرند اینیں ہے۔" ساکا دا ہاتھ اٹھا کر چیخا۔ فرانسیسیوں کا ایک بیٹھ ہے۔"

"چب رہو گوڑ کے بیچے۔" موکار دکا ایک فوجی آگے بڑھ کر بولا۔ "ہم اپنے مالک کو بھاجتے ہیں۔ بھارا نکات دہنہ آہو تھا۔"

"تم سب تھفاو کے لیکن تم ہیں تک۔" کیسے پھوٹے تھے۔

"تھاری تکہ خاص دا لی سرنگ کے ذمہ یہ۔" عمران بولتا۔

"تست... تم کون ہو؟"

"ڈھپ لوپو کا۔"

"نہیں۔!"

"میں وہی ہوں بزرگ نے مجھے دوسرا شکل میں دیکھا تھا"

"میں نہیں جان سے مار دوں گا" "اجانت سا کادا نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران نے ادکنی آوازیں کہا۔" فائزہ مت کرنا "ساتھ ہی اس نے کسی قدر بچھے پیٹ کر سا کادا کے جھپڑے پر اک بام تھی رسید کیا تھا۔

ظفر نے یہ احوال دیکھے تو وہ اپس اسی کھڑکی کے قریب آگھڑا ہوا جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ اُسے خدا شر تھا کہ کمیں کچھ لوگ باہر سے آ کر انھیں لگھرے میں نہیں ہیں۔ پھر اپنی اس حماقت پر ہنسی آئی۔ وہ کھڑکی، داخلے کا دروازہ تو نہیں تھی۔ اسے بند کر کے لٹکتے ہی والا تھا کہ فراورڈ اندر ہرے میں کچھ سائے سے حرکت کرتے نظر آتے۔ اس نے کھڑکی بند کر کے بویٹ کردی اور دوڑتا ہوا اُسی کرے میں وہ اپس آگیا جہاں عمران، سا کادا کی مرمت کر رہا تھا۔

"کچھ لوگ ادھر آ رہے ہیں۔" ظفر نے اطلاع دی۔

سا کادا قریباً بے دم ہو چکا تھا۔ بالآخر موکارو کے فوجیوں نے اسے بڑی بیداری سے باندھ لیا۔ وہ دفعہ بھی گرفتار کرنے سنگتے جو اس سے لکھنگو کر رہے تھے۔ بھیک اُسی وقت تکھہ اپسی آوازیں ائے لیکس جسے کوئی دروازہ توڑا جائے ہو۔ عمران، جوزت کوہنے ساختہ آنے کا اشارہ کرتا ہوا آواز کی سخت بڑھا تھا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہے تھے فراگ اور اُس کے ساتھی تھے۔ عمران کو داپسی میں دیہ ہوئی تھی تو فراگ بھی اپنے پشت سلح آدمیوں کے ساتھ سرگ میں اتر گیا تھا۔

"میں نے وہیں نہ مرنے کو کہا تھا۔" عمران جھنگلا کر بولا۔

"ہائی۔!" فراگ نے حیرت سے کہا۔ "تمہارا الجہ۔?"

"اوہ۔" کچھ نہیں یور آئن۔ مجھے افسوس ہے۔ دھاصل ذہن اجھا ہوا ہے۔

"چلو چلو۔ کوئی بات نہیں۔" فراگ اُسکا شام تھیک کر بولا۔

اس کے بعد وہ اسی کمرے میں آئے تھے جہاں سا کادا اور وہ دو نوں نہ ہوئے تھے۔ سا کادا کو اس حال میں دیکھ کر فراگ نے ایک زور دا وہ فقہہ لگایا۔

"یہ ڈھپ بوچکا ہے۔" سا کادا چھپا تھا۔

"کون۔؟" فراگ بے ساختہ پونک پڑا۔

"یہی جو تمہارے بیمار کھڑا ہے۔"

فراگ نے عمران کو لگھوڑ کر دیکھا اور عمران آنکھ مار کر بولا۔ "صدھے سے ماغ اُنک گلابی ہے بجا رے کا۔"

فراگ ہنس پڑا اور چھراس نے سا کادا کو لگھوڑ کر رسید کرتے ہوئے گھا۔ اب میں بچھے دیکھوں گا۔"

"نہیں! اس سے پہلے یہیں بتا یہ گا کہ یہاں کیا ہو رہا تھا۔" عمران سردد ہے میں بولا۔

لیکن سا کادا نے اپنے ہونٹ سخنی سے بند کر لئے تھے۔ عمارت کی تلاشی پنپرہ دستہ سائیند اس دہی سے برآمد ہوئے جھیس دنیا کے مختلف حصوں پر انگو کیا گیا تھا۔

ان میں عمران کے ہوٹن دنوں سائیند اس بھی تھے۔ گوداتی طرد پر وہ اسی افہت نہیں تھے لیکن اس کی شکل دیکھتے ہی پونک پڑے اور پھر جب اُس نے

دو میں ان کی مزاج بُرسی کی تھی تب تو ان کا اٹھا میرت دیکھنے کے قابل تھا۔ وہ ان دنوں کو غلیجدگی میں سے گیا اور اصل موضوع پر لگھنگو شروع کر دی۔

انسانی تباہ کن حربہ۔ ان میں سے ایک بولا۔" اعلان جنگ کے بغیر اس

رکھی بھی ملک پر تباہی لائی جا سکتی کہ دنیا اس تباہی کا ذمہ دار کسی غیر قدرتی

ہے۔ کوئی ٹھپر اسلتی۔ ابھی دون سلے کی بات ہے کہ انھوں نے ایک ججر پر کیا تھا۔" کیا ججر ہے؟" عمران پونک کر بولا۔

"کسی غیر آباد جزیرے کو تباہ کر دیا۔"

”زلزلہ ہے؟“

”ہاں.... دنیا سے زلزلہ ہی سمجھے گی“

”تو بلوں مکو کا دہ جزیرہ اسی طرح تباہ ہوا تھا۔ اُسے ساکا و اکے دہ الفاظ یاد آئے جو فرماں تے تو سطے اُس تک پہنچنے تھے کہ جزیرہ بیٹک زمزہلہ ہی کی بنا پر تباہ ہوا لیکن اس زلزلے کا سفر موکارو دے شروع ہوا تھا۔“

”تم بجوس کر رہے ہو۔“ دہ ہنس کر بولی۔

”ابھی تم خود ہی دیکھ لوگی ہے۔“

”میں لصوص بھی نہیں کر سکتی کہ تم کوئی ایسی حماقت کر دے گے۔“ لوئیسا نے غصیلے لامبے میں کہا۔

”ایسی ہی حماقتوں صد ہزار کر چکا ہوں۔ میں اس کا خطہ مول نہیں رکھتا۔“ تھا کہ چھوٹے پوروں کی یہ ایجاد کسی بڑے پور کے ہاتھ لگ جائے۔ چھوٹے پور خود بھی یہ نہیں چاہتے تھے۔ انھوں نے خود ہی اُسے تباہ کر دینے کا انتظام بھی کر رکھا تھا۔ میں نے تو صرف ایک بیٹھ دیا تھا۔ سب کچھ بھک سے اڑ گیا اور دھوئیں کا حصار بھی غائب۔ البتہ آبدوز کشی موکارو دی کی حکومت کے قبضے میں ہے۔“ ساکا وادیو اسے صوف مکرا کر ختم ہو گی۔ اس تم کی خود کشی بھی میری نظروں سے پہلی بار لکھ رہی ہے اور یہ بھی جانپنوں ہی کا حصہ ہے۔ اُس وقت تک دیوار سے سر فرکتا رہا تھا جب تک کہ کھو پڑا ہی ہڈیاں ٹوٹنے سے مفرغ نہیں بہنہ نکلا تھا۔ خدا کی پتا۔“

”اب وہی حشرت مباری کھو پڑی کا بھی ہو گا۔“

”اللہ ماںک ہے۔“

”اس ہم کی اخراج میں بھی۔ نہیں میرا انتظار کرنا چاہئے تھا۔“

”میں خود کو دنیا کے ہر من پسند ملک کا نامندہ شہختا ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں ہر ایسی چیز کو تباہ کر دوں جس سے ہمی نواع انسان کو خطرہ ہو۔ ہر دشمن کی بر بادی کا باعث امریکی عوام نہیں بننے تھے۔ دہ تو بڑے ذمہ دل لوگ ہیں۔“ زندگی سے بیار کرنے والے۔ جرم صرف حکمران ٹوٹے ہوئے ہیں۔“

”متحفہ سیاست نہ پڑھاؤ۔“ دہ آپے سے باہر ہوتی ہوئی چھپنی۔

”کیا تم اسے زندگی کے ایک دنیا ہی راگٹ فراں کے ساحل میں دھعن کر زمین کے طبقات توڑتا ہو۔ ایک پیرس کے پیچے جا پہنچے اور پیرس کی گرشت کاہیں زمین میں دھعنی چل جائیں۔“

لوئیسا کا اسیٹر انہائی تیز رفتار سے بولا کرو کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس عمران کی طرف سے پیغام ملا تھا کہ پور بکڑے لگئے اور اس کا اسیٹر موکارو دی کی بند رکا د پر لگا اندراز ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اس نے شاہی اجازت نامہ حاصل کر لیا ہے۔ عمران موکارو کے چند انفسوں کے ساقہ بند رکا د پر بوجو د تھا۔ لوئیس بڑی گرجوشی سے لی۔ ”واقعی تم بہت گریٹ ہو۔“ دہ عمران کا بازو دھیمھتی ہوئی بولی۔

”کیا تصریح ہے؟“

”زمیں دوز ایمی راگٹ۔ جو آب دوز کشی کے ذریعے زمین کی سطح سے ایک ہزار فٹ کی گہرائی میں اٹار دیا جاتا تھا۔ بلوں مکو کی تباہی اسکا سہلا تحریر تھا۔ راگٹ کے پیچھے ہی زمین کے طبقات میں زلزلے کی سی تیفیت پیدا ہوئی تھی۔“

”خدای کی پناہ۔!“

”یکن میں نے سب کچھ تباہ کر دیا۔“

”کیا مطلب۔?“

”اس زمین دوز کارخانے کو تباہ کر دیا جس میں نشانے رہا کہ نیوالا راگٹ نہ تعمیر کرنا۔ انھوں نے بڑے چاؤ سے اس پر لکھ د کھا تھا۔“ واشنگٹن کے لئے اور سفنا اس کی تباہی کے بعد وہ دھوئیں کا حصار بھی ختم ہو گیا۔“

”بجواس مت کرد۔ میں تمہیں دیکھوں گی؟“

لیکن وہ پھر استے نہیں دیکھ سکی تھی کیونکہ فہیک اُسی وقت ام بی بی بھی  
وہاں آپر نہیں تھی۔ لوئیسا کو دیکھ کر بھر گئی۔

”ام بیان کیا کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ چلو۔“ وہ اُس کا بازو سکھ کر کھینچتی  
ہوئی دوسرے آگئی۔ آخڑک اس تھاق کی بناد پر زدہ لکھتا تھا ایسے لمحے میں گفتگو  
کر رہی ہے۔ ”ام نے عمران کا بازو دیکھوڑا کر پوچھا۔

”یہ سب، ہمیں طرح مجھ پر بھروسہ تھی۔ مہمات ہیں۔“

”میں اس کے چھپڑے اٹار دوں گی۔“

”دیکھو! ایسی کوئی حرکت نہ کرنا۔ لوئیسا شاہی ہمان ہے۔“

”فرار اس شاہی ہمان کی تاک ہی میں تھا۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ اسے اُس وقت تک نہیں پھوڑے گا جب تک وہ اُسے کسی دھمپ  
لوپوکا کے بارے میں معلومات نہیں فراہم کرے گی۔“  
اس اطلاع پر عمران بدکھلا گیا۔ پھر اس نے لوئیسا کو دیہیں چھوڑ کر فرار  
کی طرف دوڑ لگائی۔ اس سے ذکر آیا تو وہ بھڑاک اٹھا۔

”ہرگز نہیں بھوڑوں گا اسے۔“

”دیکھئے! موکاروں میں یہ جھگڑا نہ اٹھائیے۔“ عمران بولا۔

”موکاروں کے باہر وہ شاندی ہی میرے ہاتھ آسکے۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں کہ۔“

”میں کچھ نہیں سنتا چاہتا۔“

”مران بھرا سامنہ بنا کر رہ گیا۔ اسے خدا نے تھا کہ کہیں ان دونوں کا اپس  
میں مل بیٹھنا نہ ہو جائے۔“ لوئیسا جانتی تھی کہ فرار کے ساتھ پیش ہرمنڈ کا  
ہستیر پر عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا اور عمران اس وقت دھمپ لوپا۔

کے میک اپ میں تھا۔ اب سورتِ حال یعنی کملو تھی عمران سے جڑاہ کی تھی امدا  
اس کی کوئی بات ماننے پر تباہ نہ ہوگی۔ وہ اصل عمران اب فرار سے نہیں اُجھنا  
چاہتا تھا۔ دھمپ کی حقیقت ظاہر ہو جانے پر تھکرا اُذانی تھا۔ اس اُجھنیں وہ  
طرح طرح کے مٹھے بناتا رہا۔ غصتہ فرار نہ کہ سے مہبس پڑا۔ پھر عمران کے چہرے  
کے تریبِ آنکھیں تھا کہ پولہ۔ ”ایک وعدے پر میں تمہاری بات مان سکتا ہوں۔“

”لکھا وعدہ۔؟“

”اُگر تم وعدہ گیر کر کے ملا لایا کی ملاذ ملت تک کر کے میرے پاس آجائو گے  
تو میں کم وہم جو کاروں میں لوئیسا نہیں اُجھیوں گا۔“

” وعدہ۔؟“ عمران اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا اور دونوں قبیلے  
لگاتے ہوئے ایک درمرے سے بلیلیر ہاتھ گئے۔

## تمام سند